بسم اللہ الرحمن الرحیم

اِیْتُونِی بِکِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ هٰذَآ اَوْ اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ

امیر جماعت اشاعۃ التوحید والسنۃ مؤلف مسلک الاکابر

حضرت مولانا محمد طیب طاہری پنج پیری صاحب کی خدمت میں

ایک سو چار سوالات

معہ

ایک معتزلی کے خط کا جواب

تالیف

حضرت مولانا ابو احمد نور محمد قادری تونسوی صاحب مدظلہ خادم جامعہ عثمانیہ ترنڈہ محمد پناہ

تحصیل لیاقت پور ضلع رحیم یار خان

مکتبہ سید احمد شہید

بالمقابل دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تفصیلی فہرست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(حرفے چند)

مولانا ابواحمد نور محمد تونسوی قادری رحمۃ اللہ علیہ

پیدائش: ۱۹۴۷ء ...... وفات: ۱۵ر جنوری ۲۰۱۵ء

جمعیۃ اشاعت التوحید پاکستان کے امیر مرکزیہ مولانا محمد طیب پنج پیر نے ''مسلک الاکابر فی تحقیق الحیات وعدم السماع لاہل المقابر'' نامی رسالہ تحریر فرمایا۔ جس پر مولانا نور محمد صاحب نے ایک سو چار سوال قائم کئے۔ ان سوالات کے آخر پر جناب محمد زبیر صاحب کا ایک رسالہ کا جواب دیا۔

اس کا آخری حصہ ہم نے حذف کر دیا کہ وہ بعینہ مولانا نور محمد صاحب کے دوسرے رسالہ میں چھپ چکا ہے۔ اس کا حوالہ دے کر یہاں سے اسے محو کر دیا اور ایسا ہی کرنا چاہئے تھا تاکہ تکرار کی قباحت سے بچ سکیں۔ ''امیر جماعت اشاعۃ التوحید والسنۃ مولانا محمد طیب پنج پیری کی خدمت میں ایک سو چار سوالات'' نامی یہ رسالہ اس مجموعہ میں شامل اشاعت ہے۔ (ناشر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

امیر جماعت اشاعۃ التوحید والسنۃ مؤلف مسلک الاکابر مولانا طیب طاہری پنج پیری کی خدمت میں ایک سو چار سوالات معہ ایک معتزلی کے خط کا جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

محترم ومکرم جناب شیخ القرآن والحدیث حضرت مولانا محمد طیب صاحب طاہری مدظلکم

امیر اشاعۃ التوحید والسنۃ العالیہ گزارش ہے کہ آپ کی کتاب مسلک الاکابر فی تحقیق الحیات وعدم السماع لاہل المقابر، نظر سے گزری اور اس کا مطالعہ کیا تو چند سوالات دل میں ابھرے ارادہ ہوا کہ ایک عریضہ لکھ کر آپ کی خدمت میں ارسال کروں اور آپ وضاحت فرمادیں تاکہ تسلی وتشفی ہوجائے۔ چنانچہ وہ سوالات یہ ہیں:

سوال (۱): آپ نے اپنی کتاب میں لکھا ''مرنے کے بعد ہر مکلف کو ایمان واعمال کے مطابق ایک نئی زندگی ملتی ہے جسے عالم برزخ کے ساتھ متعلق ہونے کی وجہ سے حیات برزخیہ کہتے ہیں۔'' (مسلک الاکابر ص۱۱)

اب سوال یہ ہے مکلف کسے کہتے ہیں؟ صرف روح کو یا صرف جسد کو یا دونوں کے مجموعہ کو۔ اگر صرف جسد کو مکلف کہتے ہیں تو قرآن وحدیث سے ثبوت پیش فرمائیں۔ اگر دونوں کے مجموعہ کو مکلف کہتے ہیں تو آپ نے دنیا والے جسد کی حیات کو تسلیم کرلیا ہے۔ جب کہ آپ نے ساری کتاب میں دنیا والے جسد کی حیات کی نفی کی ہے۔ امید ہے کہ تسلی بخش جواب مرحمت فرمائیں گے۔

سوال (۲): آپ تحریر فرماتے ہیں: ''ہمارے جو کرم فرما اسی قبر محفورۃ فی الارض میں اسی دنیاوی جسم کے ساتھ حیات دنیویہ پر اصرار فرماتے ہیں اور انبیاء وشہداء کی حیات برزخیہ کا انکار فرماتے ہیں۔'' (ایضاً ص۱۹)

اب سوال یہ ہے کہ کس عالم دین نے کس کتاب میں انبیاء وشہداء کی حیات برزخیہ کا انکار کیا ہے؟

سوال (۳): آپ کے نزدیک برزخ ظرف زمان ہے یا ظرف مکان؟ قرآن وحدیث سے وضاحت فرمائیں۔

سوال (۴): آپ نے لکھا ہے ''یہ ساری بحث قبر شرعی کی ہے جسے عرف عام میں برزخ کہا جاتا ہے۔'' (۲۷)

سوال یہ ہے کہ آپ نے جو یہ فرمایا کہ قبر شرعی کو برزخ کہا جاتا ہے۔ کیا یہ بات قرآن سے ثابت ہے یا حدیث سے؟ جس آیت میں یا جس حدیث میں کہا گیا ہو کہ قبر شرعی برزخ کو کہتے ہیں وہ پیش کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے۔

سوال (۵): قرآن مجید میں برزخ کا لفظ پردہ، حائل اور رکاوٹ کے معنی میں تو استعمال ہوا ہے۔ لیکن یہ بتائیں کہ قرآن وحدیث میں برزخ کا لفظ جہان اور عالم کے معنی میں بھی استعمال ہوا ہے؟

سوال (۶): آپ نے اپنی کتاب میں بہت سے علمائے اسلام کے حوالہ جات پیش فرمائے ہیں کہ قبر سے مراد صرف یہی زمین والا گڑھا نہیں ہے بلکہ عالم برزخ مراد ہے۔ لہٰذا سوال یہ ہے علماء اسلام یہ کہہ کر کیا بتانا چاہتے ہیں؟ ایسے کہنے سے ان کا مقصد قبر کے مفہوم میں وسعت پیدا کرنا ہے کہ قبر کا لفظ اس حفرہ سمیت جسد کے ہر

مقام کو شامل ہو جائے؟ یا وہ قبر کے مفہوم سے اس ارضی قبر کو خارج کرنا چاہتے ہیں؟ انصاف کی بات ہوتا کہ تاویل القول بمالا یرضیٰ بہ القائل لازم نہ آئے۔ امید ہے کہ جلد وضاحت فرمائیں گے۔ بارک اللہ! ماشاء اللہ!

سوال (۷): آپ نے لکھا ہے ''(برزخ میں) ہر روح کو ایک دوسرا جسم دیا جاتا ہے جسے جسم مثالی کہتے ہیں اور اسی کے ساتھ اسے عذاب وثواب ہوتا ہے۔'' (ایضاً ص ۲۷)

سوال یہ ہے کہ جس آیت اور جس حدیث میں جسم مثالی کا لفظ صاف صاف لکھا ہوا ہو وہ پیش فرمائیں۔ قیاس آرائیوں کی ضرورت نہیں۔ علماء اسلام کی عبارات بر سرو چشم لیکن آپ قرآن وحدیث پیش کریں۔

سوال (۸): جتنے لوگ بھی جسد مثالی کا قول کرتے ہیں وہ سب کے سب روح کا دنیا والے جسد کے ساتھ تعلق بھی مانتے اور سماع موتی کا قول بھی کرتے ہیں۔ آپ ان کی ایک بات کو لے رہے ہیں۔ باقی باتوں کا انکار کر رہے ہیں۔ آخر وجہ کیا ہے؟ قائلین جسد مثالی سے تعلق اور سماع موتی ثابت کرنا میری ذمہ داری ہے۔ آپ اپنی ذمہ داری ادا کریں۔

سوال (۹): نیکی اور بدی کرنے میں تو دنیا والا جسد عنصری شریک تھا اور ثواب وعذاب کے وقت ایک دوسرے جسد مثالی کو شامل کر دیا گیا ہے۔ کیا یہ عقیدہ انصاف خداوندی کے خلاف تو نہیں ہے کہ کرے اور، بھرے اور، جب کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''ان اللہ لا یظلم الناس شیئا'' قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب دیں۔

سوال (۱۰): قیامت وآخرت کی جزاوسزا میں کون سا جسد شامل ہوگا۔ دنیاوی یا مثالی؟

سوال (۱۱): بروز قیامت اگر دنیاوالا جسد اٹھے گا تو سوال یہ ہے کہ جب برزخ میں جسد مثالی سے روح کو نکال کر دنیاوی جسد کی طرف لائیں گے تو کیا یہ موت تصور ہوگی یا نہ؟ اگر موت تصور ہوگی تو یہ تیسری موت ہوگی اور اگر موت نہیں تو قبض روح کو کیسے موت نہ کہا جائے گا۔ صحیح صحیح وضاحت فرمائیں۔ قرآن کے مطابق۔

سوال (۱۲): روح کو برزخ میں جو جسد ملے گا وہ بشکل حیوانانی ہوگا یا بشکل انسان ہوگا؟ پرندے کی شکل میں ہوگا یا بندے کی شکل میں۔ قرآن لکھیں یا حدیث۔ تیسری بات بعد میں کریں۔ جن دلائل کا آپ اپنے مخالفین سے مطالبہ کرتے ہیں وہ خود پیش فرمائیں۔ جزاکم اللہ!

سوال (۱۳): حضور ﷺ کو برزخ میں جو جسم مثالی عطا ہوا وہ عام موتی کی طرح ہے یا وہ انسان کی صورت میں ہے؟

سوال (۱۴): اگر یہ عقیدہ رکھا جائے کہ بعد از موت ارواح کا سبز رنگ کے پرندوں کے جسم میں باقاعدہ حلول ہوتا ہے اور مردے برزخ میں پرندوں میں تبدیل ہو جاتے ہیں تو یہ تناسخ نہ ہوگا؟ جو کہ اسلام میں ایک باطل نظریہ ہے۔ کیا یہ عقیدہ انسان کے اشرف المخلوقات کے متصادم تو نہ ہوگا؟ اور ''لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم'' کے خلاف تو نہ ہوگا۔ بینوا توجروا!

سوال (۱۵): مسلم شریف کی حدیث طیور خضر پر تو ہر مسلمان کا ایمان ہے۔ لیکن اس کا مطلب جو آپ نے لیا ہے کہ موتی کی ارواح کو سبز رنگ کے پرندوں کے جسموں میں داخل کر دیا جاتا ہے اور وہ پرندے بن جاتے ہیں۔ کیا یہ مطلب صحیح ہے؟ یا یہ مطلب کہ اللہ تعالیٰ ان کو سبز رنگ کے پرندوں کی شکل کے ہوائی جہاز عطاء فرماتے

ہیں۔ جن میں بشکل انسانی بیٹھ کر جنت کی سیر وسیاحت کرتے ہیں۔ جیسا کہ دنیا میں ہوائی جہاز مچھلی کی شکل کا ہے۔ اس میں بیٹھنے والا مسافر مچھلی نہیں بن جاتا بلکہ انسان ہی رہتا ہے یا افغانستان میں عقاب کی شکل کا اسمبلی حال تھا لیکن اس میں بیٹھنے والے لوگ عقاب نہیں بن جاتے تھے۔ بلکہ انسان ہی ہوتے تھے۔ اس طرح موتی بشکل انسانی سبز رنگ کے ہوائی جہازوں میں بیٹھ کر سیر وسیاحت کرتے ہیں لیکن پرندے نہیں بن جاتے۔ کسی صاحب کے دل میں یہ خیال نہ آئے کہ اگر بصورت انسانی جنت میں ہوں گے تو قبر میں نہ ہوں گے تو یہ خیال درست نہیں ہے۔ کیونکہ قبر میں موجود ہوتے ہوئے بھی بصورت انسانی جنت کی سیر ممکن ہے۔ جیسے اپنے گھر میں اپنی چارپائی پر سوتا ہوا عالم خواب میں جب چلا جاتا ہے تو وہ اپنی چارپائی پر موجود ہوتے ہوئے بصورت انسانی مختلف مقامات کی سیر کرتا ہے۔ لہٰذا یہ کوئی بعید نہیں۔ اب آپ وضاحت فرمائیں۔ یہ مطلب صحیح ہے یا وہ؟

سوال (۱۶): آپ کے نزدیک قبر وبرزخ میں تضاد اور تنافی ہے کہ ایک سے دوسرے کی نفی ہو جائے یا ان دونوں کا مصداق واحد ہے۔ اگر ان دونوں میں تضاد ہے اور ایک سے دوسرے کی نفی ہوتی ہے۔ آپ یہ کیسے کہتے ہیں کہ قبر سے مراد عالم برزخ ہے؟ اگر تضاد نہیں ہے بلکہ مردہ انسانی قبر میں بھی ہے اور برزخ میں بھی ہے۔ قبر اس کے لئے ظرف مکان ہے اور برزخ اس کے لئے ظرف زمان ہے۔ زمان ومکان دونوں اکٹھے ہو سکتے ہیں۔ مثلاً زید رات کے وقت مسجد میں بیٹھا ہے تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ زید مسجد میں ہے۔ زید رات میں ہے۔ مسجد اس کے لئے مکان اور رات اس کے لئے زمان ہے۔ لہٰذا یہ دونوں باتیں مصداق کے اعتبار سے درست اور سچی ہیں۔ ان میں کسی قسم کا تضاد نہیں ہے اس طرح قبر وبرزخ میں بھی کسی قسم کا تضاد نہیں ہے تو آپ برزخ کا لفظ دیکھ کر قبر کی نفی کیوں کر دیتے ہیں؟ ٹھنڈے دل سے جواب دیں۔

سوال (۱۷): آپ نے اپنی کتاب میں کئی بار اس بات کو دہرایا کہ برزخ کی زندگی دنیا کی زندگی کی طرح نہیں بلکہ اس سے مختلف ہے اور قسم کی زندگی ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ یہ کس نے کہا ہے کہ قبر کی زندگی بالکل اور ہر لحاظ سے دنیا والی زندگی کی طرح ہے؟

اگر آپ کا اشارہ علماء دیوبند کی طرف ہے تو گزارش ہے کہ بے شک علماء دیوبند نے آپ ﷺ کی حیات قبر کو دنیویہ کہا ہے لیکن انہوں نے وضاحت فرمائی ہے کہ حیات دنیویہ کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ حیات ہر لحاظ سے بالکل دنیا والی حیات کی طرح ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ کی حیات قبر کا تعلق دنیا والے جسد کے ساتھ ہے۔ چونکہ اس حیات قبر میں دنیا والا جسد شامل ہے اور جنت کی ہر نعمت سے محظوظ ہے نہ کہ محروم۔ اسی لئے آپ ﷺ کی اس حیات کو دنیویہ کہا جاتا ہے اور یہی حیات برزخیہ بھی ہے۔ کیونکہ آپ ﷺ بعد از وفات عالم برزخ میں داخل ہو چکے ہیں۔ کیونکہ موت سے لے کر قیامت کے زمانہ کو برزخ کہا جاتا ہے۔ مردہ جہاں بھی ہے وہ برزخ ہی میں ہے۔ کیونکہ برزخ اس کے لئے زمان ہے تو آپ کو علماء دیوبند کی بیان کردہ تشریح پر اعتماد کیوں نہیں؟ وہ تو آپ ﷺ کے جسد دنیاوی کو شامل حیات کر کے جنت میں موجود اور جنت کی ہر نعمت سے محظوظ سمجھتے ہیں۔ لیکن سوال یہ ہے کہ آپ لوگ حضور ﷺ کے جسد اطہر کو جنت اور اس کی نعمتوں سے کیوں محروم سمجھتے ہیں۔ اگر آپ لوگ حضور ﷺ کے جسد اطہر کو جنت میں اور جنت کی نعمتوں سے محظوظ تسلیم کر لیں تو جھگڑا ہی ختم ہے۔ نقطہ اختلاف تو صرف یہی چیز ہے جس کے آپ انکاری ہیں۔

سوال (۱۸): آپ نے حضرت مولانا ظفر احمد عثمانیؒ کی کتاب اعلاء السنن کا حوالہ دے کر لکھا ہے:
''آپ ﷺ اس دنیاوی زندگی کے اعتبار سے میت ہیں اور برزخی زندگی کے اعتبار سے زندہ ہیں۔'' (ایضاً ص ۱۶)
حضرت عثمانی تھانویؒ کی بات تو بالکل درست ہے لیکن سوال یہ ہے کہ حضرت تھانویؒ آپ کی حیات برزخیہ کا کس جسد کے ساتھ تعلق مانتے ہیں اور آپ کس جسد سے تعلق مانتے ہیں۔ حضرت عثمانی تھانویؒ حیات برزخیہ دنیویہ جسد کے تعلق کے ساتھ مانتے ہیں اور آپ اور جسد تجویز کرتے ہیں۔ اب بتائیں حقیقت حال پر پردہ ڈال کر آپ نے کون سا ثواب کمایا۔ بیّنوا توجروا!

سوال (۱۹): آپ تو مردہ کے لئے برزخ میں ایک نیا جسم تجویز کرتے ہیں۔ اگر کوئی شخص برزخ میں روح نیا تجویز کرے تو آپ اسے قبول فرمائیں گے یا رد کر دیں گے تو کیسے؟ (جواب دیں)

سوال (۲۰): اگر کوئی شخص روح اور جسد دونوں نئے تجویز کرلے تو کیا مان لیں گے یا نہ؟

سوال (۲۱): اگر کوئی شخص کہے کہ قیامت کے دن بھی یہی نیا مثالی جسد اٹھے گا نہ کہ عنصری تو کیا یہ درست ہے؟

سوال (۲۲): جو شخص یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ برزخ وقیامت میں یہی دنیاوالا جسد اور روح بھی جزاوسزا بھگتیں گے تو کیا یہ عقیدہ از روئے قرآن وحدیث صحیح ہے یا غلط؟

سوال (۲۳): احکام شریعت کا مکلف اور مخاطب دنیاوالا جسد ہے یا مثالی؟

سوال (۲۴): اگر احکام کا مکلف ومخاطب جسد ہے ہی نہیں نہ دنیاوی نہ مثالی تو سوال یہ ہے کہ پھر حشر اجساد کی کیا حیثیت رہے گی۔

سوال (۲۵): مثالی جسد کس چیز سے تیار ہوتا ہے۔ کیا اس کی تخلیق کا ذکر قرآن میں موجود ہے۔ جو شخص جسد مثالی کو نہ مانے اس پر کیا حکم لاگو ہوگا؟

سوال (۲۶): جو شخص برزخ وقبر میں جسد مثالی کی تجویز کے ساتھ ساتھ جسد عنصری کو قبر کی جزاوسزا میں شریک جانے اور تعلق مانے۔ عندالقبر اس کے سماع کا قائل ہو اس پر کون سا شرعی حکم صادر فرمائیں گے۔

سوال (۲۷): اللہ تعالیٰ کا قانون کیا ہے کہ قبر و برزخ میں کوئی شخص دنیاوی زندگی پاکر دوبارہ دنیا میں نہیں آسکتا یا قبر و برزخ میں رہتے ہوئے بھی کسی قسم کی حیات حاصل نہیں کرسکتا چاہے اتنی ہو کہ وہ قبر و برزخ کے ثواب وعقاب کا ادراک واحساس کرے۔ کتاب وسنت کی روشنی میں جواب مرحمت فرمائیں۔

سوال (۲۸): ہمارے فقہاء احنافؒ نے ہدایہ اور شرح وقایہ وغیرہ کتب میں یہ جملہ لکھا ہے: ''ومن یعذب فی قبرہ فیوضع فیہ نوع من الحیوۃ'' اس جملے کا کیا مطلب ہے۔ حضرات فقہاء کرام کیا بتانا چاہتے ہیں؟ ''نوع من الحیاۃ'' جسد عنصری دنیاوی میں ہوگی یا جسد مثالی میں۔ اگر یہ ''نوع من الحیوۃ'' جسد دنیاوی میں ہے تو حیات قبر ثابت۔ کیونکہ ''نوع من الحیاۃ'' حیات ہی تو ہوگی اور اگر ''نوع من الحیاۃ'' کا تعلق جسد مثالی سے ہے تو یہ کیسے؟ جب کہ آپ روح کو جسد مثالی میں داخل سمجھتے ہیں اور جب روح کا جسد میں دخول وحلول ہو تو وہ حیات کاملہ ہوگی نہ کہ ''نوع من الحیوۃ'' اگر آپ فقہاء کرام کے اس عقیدہ کو تسلیم فرماتے ہیں کہ قبر میں مردہ انسان میں ''نوع

من الحیوٰۃ'' ہوتی ہے تو حیات قبر آپ کو جب تسلیم ہے تو جھگڑا کس بات کا ہے اور انکار کس چیز کا ہے؟ اگر آپ یہ سمجھے ہوئے ہیں کہ وہ یہ حیات دنیوی کے قائل ہیں۔ میں برزخی کا قائل ہوں تو محترم وہ ایسے نہیں ہیں جیسے آپ نے سمجھ رکھا ہے۔ وہ حیات برزخیہ کے قائل ہیں اور دنیوی سے مراد بالکل دنیا والی حیات نہیں ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ قبر و برزخ کی حیات کا تعلق دنیا والے جسد کے ساتھ ہیں۔ جیسا کہ فقہاء احناف فرماتے ہیں۔ البتہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات تمام موتی سے افضل و برتر ہیں اور یہ بات آپ بھی تسلیم کرتے ہیں۔

سوال (۲۹): آپ نے قبر کی جو تقسیم کر رکھی ہے کہ مدفن ارضی عرفی قبر ہے اور روح کا مقام شرعی قبر ہے۔ بتائیں کہ یہ تقسیم قرآن میں ہے یا حدیث میں؟ جہاں بھی یہ تقسیم بیان کی گئی ہو اس کا حوالہ دیں۔

سوال (۳۰): جہاں مسئلہ ہو کہ قبروں والے نہیں سنتے۔ وہاں تو آپ قبر سے مراد مدفن ارضی لے لیتے ہیں اور جب مسئلہ عذاب قبر یعنی حیات قبر کا ہو تو وہاں آپ روح کی قبر مراد لیتے ہیں۔ آخر کیا وجہ ہے؟

سوال (۳۱): مدفن ارضی کو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ نے اور خیر القرون والوں نے اور تمام علماء اسلام نے قبر کہا ہے لیکن اس سب کے باوجود آپ حضرات اس کو عرفی قبر کہتے ہیں اور صرف روح کے مقام کو کسی نے قبر نہیں کہا۔ لیکن آپ اس کو شرعی اور حقیقی قبر کہتے ہیں کیا وجہ؟

سوال (۳۲): از روئے قرآن و حدیث متعین قبر یعنی مدفن ارضی کو چھوڑ کر آپ نے ایک دوسری قبر کیوں بنائی۔ بتائیں آپ کو کون سی مجبوری پیش آئی کہ قبر کے شرعی مفہوم کو بدل ڈالا۔

سوال (۳۳): قبر کے شرعی معنی کو چھوڑ کر ایک اور قبر تجویز کرنے کی وجہ دشمنان اسلام کا یہ اعتراض تو نہیں کہ جو مردہ اس ارضی قبر میں دفن نہیں ہوا تو اس کو عذاب قبر نہ ہوگا؟ مثلاً شیشے وغیرہ کی الماری میں رکھ دیا گیا یا پرندوں درندوں کے پیٹ میں چلا گیا وہ عذاب قبر سے بچ گیا۔ اگر قبر میں عذاب ہوتا تو نظر کیوں نہیں آتا۔ وغیرہ وغیرہ محترم! اگر آپ نے ان اعتراضات کی وجہ سے قبر کا مصداق بدل ڈالا تو پھر اس پر بس نہیں ہوگی۔ مخالفین کو تو حشر اجساد، پل صراط، دوزخ، بہشت، وزن اعمال اور معراج وغیرہ پر بھی اعتراض ہے۔ ان سب کو بدل ڈالو گے؟

سوال (۳۴): اگر آپ نے روح کے لئے دوسرا جسد اس لئے تجویز فرمایا کہ دنیا والے جسد پر دشمنان اسلام کا اعتراض ہے کہ ہندو تو اپنے مردوں کو جلا کر راکھ کر دیتے ہیں۔ مردوں کو تو قبر میں مٹی کھا جاتی ہے۔ حتیٰ کہ ہڈیاں بھی مٹی ہو جاتی ہیں۔ جسم کو سمندر کی مچھلیاں کھا گئیں یا پرندے کھا گئے تو جب جسم ہی نہ رہا تو عذاب قبر کیسے ہوگا تو ان اعتراضات سے ڈر کر آپ نے دنیا والے جسد کا انکار کر کے دوسرا جسد بنا لیا تو سوال یہ ہے کہ مخالفین اسلام اس قسم کے اعتراض کر کے قیامت اور حشر اجساد کا بھی انکار کرتے ہیں تو کیا آپ ڈر کے مارے قیامت کا یا حشر اجساد کا انکار کر دیں گے۔

سوال (۳۵): آپ لوگوں پر مخالفین اسلام کے اعتراضات کا اتنا خوف کیوں طاری ہے کہ آپ کے عوام و خواص خود مخالفین والی ہی بولی بولنے لگ جاتے ہیں۔

سوال (۳۶): علماء اسلام، متکلمین اسلام، فقہاء کرام اور محدثین و مفسرین نے ان اعتراضات کے کافی وافی اور شافی جوابات دیئے۔ لیکن کیا وجہ آپ کو ان جوابات پر تسلی و تشفی نہیں ہوتی۔

سوال (۳۷): اگر دشمنان اسلام یہ اعتراض کریں کہ قرآن کہتا ہے کہ مردے قبروں سے اٹھیں گے۔

لہٰذا جس مردہ کو یہ قبر نصیب نہیں ہوئی وہ قیامت کے دن اٹھنے سے بچ جائے گا تو کیا آپ ان کے اعتراض کے ڈر کے مارے ایک تیسری قبر تجویز فرمالیں گے یا حشر اجساد کا انکار کردیں گے یا معقول جواب دیں گے۔

سوال (۳۸): آپ کی کتاب کے نام میں آخر کلمہ یہ ہے ''عدم السماع لاھل المقابر'' سوال یہ ہے کہ یہاں کون سا مقبرہ مراد ہے، زمین والا یا آسمان والا؟

سوال (۳۹): موت کے بعد اگر کوئی مردہ خاک و راکھ ہو بھی جائے تو کیا وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت وطاقت سے باہر نکل جاتا ہے یا جس حالت میں بھی ہے وہ تحت القدرت رہتا ہے؟

سوال (۴۰): عذاب قبر کے لئے یہ ہیئہ (انسانی ڈھانچہ) کا اصلی حالت پر باقی رہنا شرط ہے یا جس شکل میں بھی مستحیل ہوجائے بہرحال اس کے ذرات کے ساتھ اللہ تعالیٰ تعلق جوڑ کر عذاب قبر یا راحت قبر کا حکم فرماتے ہیں؟ فقہاء اسلام نے جو جواب لکھا ہے وہ تحریر فرمائیں؟

سوال (۴۱): اگر یہ نظریہ رکھا جائے کہ بعض مردوں کو یہ زمین والی قبر نصیب ہوتی ہے اور بعض کو نہیں تو سوال یہ ہے کہ ایسے نظریہ سے اس آیت کا انکار تو لازم نہ آئے گا۔ ''منھا خلقنا کم و فیھا نعید کم و منھا نخر جکم تارۃ اخریٰ''

سوال (۴۲): یہ نظریہ ''فیھا تحیون و فیھا تموتون و منھا تخرجون'' کے متصادم تو نہ ہوگا؟

سوال (۴۳): ہر مردے نے دیر یا سویر بہرحال مٹی میں تو ملنا ہی ہے تو یہ کہنا کہاں تک صحیح ہے کہ بعض کو قبر نہیں ملتی؟

سوال (۴۴): دنیا والا جسد اگر نیکی و برائی میں روح کا شریک کار رہا اس کو قبر و برزخ کی کارروائی میں شامل تفتیش کرنا صرف قدرت خداوندی ہوگی یا قانون وقدرت کا حسین امتزاج ہوگا؟

سوال (۴۵): اگر جسد عنصری محض آلہ ہے۔ اس نے نہ کوئی نیکی کی ہے نہ برائی بلکہ سب کچھ روح نے کیا ہے تو کیا قیامت کے دن اس کو اٹھانا پھر دوزخ یا بہشت میں بھیجنا فضول تو نہ ہوگا؟

سوال (۴۶): اگر جسد محض آلہ ہے تو اس کو قرآن مجید میں انسان کیوں کہا گیا ہے۔ ''لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم'' وغیرہ؟

سوال (۴۷): اگر جسد محض آلہ ہے تو اس کی تجہیز و تکفین، تدفین اور جنازہ کا کیا مطلب؟

سوال (۴۸): قبر پر سلام، قبر کی زیارت اور قبر پر پاؤں رکھنے کی ممانعت کا حکم کیوں ہے؟

سوال (۴۹): اگر علماء اہل السنۃ والجماعت مردہ انسان میں ''نوع من الحیاۃ'' مان لیں تو آپ کی جماعت کے لوگ شور مچا کر آسمان پر اٹھا لیتے ہیں کہ دیکھو جی یہ تیسری حیات کہاں سے آگئی۔ یہ تو قرآن کے خلاف ہے۔ قرآن تو کہتا ہے کہ دو زندگیاں ہیں وغیرہ وغیرہ اور آپ جب برزخ میں روح کے لئے ایک نیا جسد تجویز کرتے ہیں اور روح کا اس میں حلول و دخول سمجھتے ہیں۔ پھر بروز قیامت اس سے روح نکلے گی اور جسد عنصری کی طرف آئے گی۔ نتیجہ تین مستقل تین زندگیاں اور تین موتیں لازم آئے گی۔ لیکن کیا وجہ کہ ان تین مستقل زندگیوں پر قرآن خاموش ہوجاتا؟ جب کہ تین حیاتیں اور تین موتیں بن ہی گئیں ہیں؟ کیا آپ کو ''نوع من الحیاۃ'' جو کہ حیات دنیا کا تکملہ یا حیات قیامت کا مقدمہ ہے گوارا نہیں اور مستقل تین حیات ہضم ہے؟

سوال (۵۰): جب بروز قیامت جسد مثالی سے روح نکال کر اس کو مردہ بنایا جائے گا تو اس مردہ مثالی کا کیا۔ ۔گا؟

سوال (۵۱): آپ نے اپنی کتاب میں لکھا ہے ''البتہ اس دنیاوی یا عرفی قبر اور اس جسد عنصری کے ساتھ بھی عذاب وثواب کا ایک تعلق ہے۔ لیکن ہم اس تعلق کی حقیقت اور کیفیت کو نہیں جانتے۔ (ایضا ص ۲۷) آپ نے اس بہ یت ہی مختصر عبارت میں کیا فرمایا ہے؟ اگر قدرے تفصیل فرما دیتے ہیں تو کیا ہی خوب تھا۔ بہر حال جو کچھ بھی فرما د غنیمت ہے۔ الحمد للہ! بندہ عاجز آپ کے اس مختصر عبارت سے جو سمجھا ہے اس کی تفصیل آپ کی خدمت میں عرض کئے دیتا ہوں۔ اگر درست ہے تائید فرمائیں، اگر غلط ہے تو خود آپ اپنی بات کی تفصیل بیان فرمائیں۔

اس عبارت کا خلاصہ جو بندہ عاجز کے ذہن میں آیا ہے یہ ہے کہ عالم برزخ میں نئے جسد مثالی کے ہوتے ہوئے بھی روح کا اس عرفی قبر میں یعنی ارضی قبر میں پڑے ہوئے جسد عنصری سے ایک تعلق ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے جسد عنصری میں ایک قسم کی حیات حاصل ہوتی ہے۔ اس ''نوع من الحیاۃ'' کی وجہ سے جسد عنصری عذاب وثواب کا ادراک واحساس کرتا ہے اور جزا وسزا کا مورد بنتا ہے۔ البتہ ہم اس تعلق کی حقیقت اور کیفیت کو نہیں جانتے صرف اللہ ہی جانتا ہے۔ بہر حال اس زمین والی قبر میں جسد عنصری کو عذاب یا ثواب ضرور ہوتا ہے؟ اب سوال یہ ہے کہ آپ کی عبارت کا یہ مطلب صحیح ہے یا غلط۔ وضاحت فرمائیں۔ اگر غلط ہے تو خود تفصیل بیان فرمائیں۔

سوال (۵۲): آپ نے یہ بات تو صاف لفظوں میں بیان فرما دی کہ عذاب وثواب کا تعلق عرفی یعنی ارضی قبر اور جسد عنصری کے ساتھ بھی ہوتا ہے۔ لیکن گزارش یہ ہے کہ ارضی قبر میں جسد عنصری کے عذاب وثواب کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں۔ ایک صورت یہ ہے کہ روح کا جسد عنصری سے تعلق ہو اور اسی تعلق کی وجہ سے جسد عنصری عذاب وثواب کو محسوس کرے۔ یہ ایک معقول صورت ہے اور اسی پر اہل السنۃ والجماعت علماء دیوبند کا اجماع ہے اور یہی عقیدہ ان تمام اکابر علماء دیوبند کا ہے۔ جن کی عبارات آپ اپنی تائید میں پیش کی ہے۔ یہ سب حضرات روح کا جسد عنصری سے تعلق مانتے ہیں اور اس کو قبر کی کارروائی میں شریک سمجھتے ہیں اور دوسری صورت یہ ہے کہ روح کا جسد عنصری سے تعلق نہ مانا جائے۔ بلکہ ہر قسم کے علاقے اور تعلق کی نفی کر دی جائے اور عقیدہ یہ رکھا جائے کہ بغیر تعلق روح کے جسد کو عذاب وثواب دیا جاتا ہے۔ جس کو علماء اسلام سفسطہ کہتے ہیں۔ کیونکہ یہ ایک نامعقول صورت ہے۔ اب آپ بتائیں کہ آپ کے نزدیک جسد عنصری کے عذاب وثواب کی کون سی صورت صحیح ہے اور برحق ہے؟

اگر آپ بہ تعلق روح جسد عنصری کی جزاء وسزا کے قائل ہے تو چشم ما روشن دل ما شاد۔ لیکن ذرا اپنی جماعت کو یہ عقیدہ پڑھا اور سمجھا دیں کہ وہ اس تعلق کا انکار نہ کریں اور امیر صاحب کی مان لیں؟

سوال (۵۳): جب آپ کو اصل مسئلہ میں علماء دیوبند سے اتفاق ہے کہ اسی ارضی قبر میں بہ تعلق روح جسد عنصری کو ثواب وعذاب محسوس ہوتا ہے تو اس کے بعد آپ اسے حیات برزخیہ تعبیر کریں یا ساتھ ساتھ جسد مثالی کا قول کریں تو علماء دیوبند ان باتوں میں آپ سے ہرگز نہ الجھیں گے لیکن اگر علماء دیوبند اس کو حیات قبر یا شعور میت سے تعبیر کریں تو کیا آپ اس میں اختلاف پیدا کریں گے؟

سوال (۵۴): اس وضاحت اور اس اتفاق کے بعد یہ کہتے رہنا ہم حیات برزخیہ مانتے ہیں اور فلاں فلاں اکابر نے بھی کہا ہے کہ یہ حیات دنیوی نہیں بلکہ برزخیہ ہے اور ہمارے کرم فرما کہتے ہیں کہ یہ حیات برزخیہ نہیں ہے بلکہ دنیویہ ہے بتائیے خواہ مخواہ ایسی باتیں کرتے رہنا کون سی خدمت اسلام ہے؟

سوال (۵۵): حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی، حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی، حضرت مولانا مفتی محمد شفیع، حضرت مولانا مفتی رشید احمد لدھیانویؒ کی عبارات آپ نے اپنی تائید میں پیش کیں ہیں اور ان سب حضرات کا مسلک اور عقیدہ ہے کہ قرآن مجید کی آیت ''ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاءوک الاية'' کا حکم حضور ﷺ کی وفات کے بعد بھی باقی ہے۔ زائرین مزار اقدس پر اب بھی درخواست کر سکتے ہیں کہ اے اللہ کے رسول ﷺ آپ ہمارے لئے استغفار فرمائیں۔ ہمارے حق میں دعاء فرمائیں۔ وغیرہ وغیرہ! اب سوال یہ ہے کہ آپ بھی ان اکابر کے اس مسلک پر قائم ہیں؟ کیا آپ کے نزدیک یہ درخواست کرنا صحیح ہے؟ اکابر کا مسلک درج ذیل کتب میں ملاحظہ فرمائیں۔ (آب حیات ص ۴۰، اعلاء السنن ج ۱۰ ص ۴۹۸، معارف القرآن ج ۲ ص ۴۶۰، احسن الفتاویٰ ج ۴ ص ۵۵۱)

سوال (۵۶): حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کی عبارات بھی آپ نے پیش کی ہیں اور ان کو بھی اپنا ہم مسلک بنانے کی کوشش فرمائی ہے۔ حالانکہ انہوں نے لکھا ہے کہ زائرین کو چاہئے کہ روضہ اقدس پر عرض سلام کے بعد طلب شفاعت کریں۔ جن لوگوں نے روضہ اقدس پر سلام پیش کرنے کا کہا ان کے سلام پیش کریں اور ان کے لئے طلب شفاعت بھی کریں۔ دیکھئے (زبدۃ المناسک ص ۱۴۹ ملحق تالیفات رشیدیہ)

اور طلب شفاعت کا مسئلہ فقہائے احناف خصوصاً علماء دیوبند کا متفقہ مسئلہ ہے جہاں بھی آداب زیارت قبر النبی ﷺ لکھے ہیں: وہاں یہ مسئلہ بھی لکھا ہے آپ بتائیں آپ بھی اکابر کے اس مسلک کو تسلیم کرتے ہیں یا نہ؟ جواب ہی سے مسلک اکابر کی پیروی کی قلعی کھل جائے گی۔

سوال (۵۷): یہ طلب شفاعت کا مسئلہ اور بلوغ سلام کا مسئلہ سماع النبی ﷺ عند القبر الشریف پر مبنی ہیں یا عدم السماع پر ذرا انصاف کی بات کریں؟

سوال (۵۸): ۱۹۶۲ء میں حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحبؒ نے راولپنڈی میں فیصلہ عقیدہ حیات النبی ﷺ کے متعلق فرمایا تھا کہ: ''وفات کے بعد نبی کریم ﷺ کے جسد اطہر کو برزخ (قبر شریف) میں بہ تعلق روح حیات حاصل ہے اور اس حیات کی وجہ سے روضہ اقدس پر حاضر ہونے والوں کا آپ صلوٰۃ سلام سنتے ہیں۔'' احقر محمد طیب وارد راولپنڈی ۲۲ رجون ۱۹۶۲ء اس فیصلہ پر فریقین کے علماء نے دستخط کئے۔ دیکھئے (ماہنامہ تعلیم القرآن اگست ۱۹۶۲ء (خطبات حکیم الاسلام ج ۸ ص ۴۴۴) ارشاد فرمایئے کہ اکابر کا یہ متفقہ فیصلہ ہے یا غلط؟

سوال (۵۹): حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کا عند القبور اور عام موتی کے سماع کا مسئلہ آپ کے نزدیک یکساں حیثیت رکھتا ہے یا اس میں حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی کوئی خصوصیت ہے؟

سوال (۶۰): حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی صاحبؒ نے جو اپنے فتاویٰ میں فرمایا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے سماع میں کسی نے اختلاف نہیں کیا۔ اس مسلک میں آپ منسلک ہیں؟ کیا آپ ان کی تصدیق کرتے ہیں یا نہیں؟

سوال (۶۱): آپ نے اپنی کتاب میں بہت سے اکابر کے حوالہ جات پیش فرمائے ہیں جن سے یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ مردے نہیں سنتے۔ محترم! اصل حقیقت تو تب معلوم ہوگی۔ جب ان عبارات اکابر کو خود اصل کتابوں میں دیکھا جائے گا اور خود ان اکابر کے عقیدہ کو سامنے رکھا جائے گا۔ ان عبارات کا مطلب کیا ہے خیر قطع نظر ان باتوں سے گزارش یہ ہے کہ آپ کی پیش کردہ عبارات اکابر میں تو عام موتی کے سماع کی نفی کی گئی ہے۔ کسی بزرگ کی کتاب کے حوالہ میں خاص کر نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس سے سماع عند القبر الشریف کی نفی صراحتاً نہیں کی گئی تو کیا آپ نے ان عام موتی میں نبی کریم ﷺ کے سماع کی نفی سمجھ لی ہے؟

سوال (۶۲): اگر آپ نے نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس کو عام موتی میں شامل کر کے سب پر عدم سماع کا یکساں فیصلہ فرمایا ہے تو کیا یہ آپ کا سوئے فہم تو تصور نہ ہوگا۔ کیونکہ وہ سب اکابر جن کے نام آپ نے اپنی کتاب میں پیش کئے ہیں۔ مثلاً صاحب روح المعانی، علامہ رازی، صاحب فتح القدیر، علامہ تفتازانی، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، مولانا محمد قاسم نانوتوی، حضرت گنگوہی، مفتی عزیز الرحمن، مفتی رشید احمد لدھیانوی، سید انور شاہ کشمیری، علامہ شبیر احمد عثمانی اور مفتی کفایت اللہ صاحب دہلوی رحمہم اللہ۔ یہ سب حضرات نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس کے سماع السلام وغیرہ عند القبر الشریف کے قائل ہیں اور ان حضرات کی تصنیفات نایاب نہیں ہیں بلکہ عام متداول ہیں۔ ان اکابر نے نبی کریم ﷺ کے سماع کی تصریح فرمائی ہے۔ اہل علم جانتے ہیں اور جو نہیں جانتے وہ اصل کتابیں ملاحظہ فرمالیں۔ اگر آپ مجھے حکم فرمائیں تو یہ سارا مواد اکٹھا کر کے آپ کی خدمت میں بھیج دوں۔

اب سوال یہ ہے کہ جن کو آپ اپنا اکابر سمجھ رہے ہیں اور ان کی عبارات پیش کر کے یہ تاثر بھی دے رہے ہیں کہ میں ان اکابر کا ہم مسلک ہوں۔ لیکن بتاؤ ان کے اصل مسلک پر پردہ دے کر ان کی عام عبارات میں خواہ مخواہ نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس کو شامل کر کے توحید وسنت کی کون سی اشاعت کر رہے ہوں۔ اکابر کی عبارات کا ایسا مطلب لینا جو خود ان کے اپنے عقیدہ کے خلاف ہو اور پھر یہ دعویٰ کرنا کہ ہم اکابر کے مسلک پر ہیں۔ کیا یہ دھوکا اور خیانت نہیں تو کیا ہے؟

سوال (۶۳): اکابر تو واشگاف الفاظ میں نبی کریم ﷺ کے سماع عند القبر الشریف کی تصریح کرتے ہیں اور مشورہ دیتے ہیں کہ زائر آپ ﷺ سے طلب شفاعت کرے اور سلام دینے والے کے سلام آپ ﷺ تک پہنچائے اکابر تو فرماتے ہیں: ''ولو انھم اذ ظلموا انفسھم '' کا حکم اب بھی باقی ہے۔ لیکن آپ اکابر کی عبارات سے یہ تاثر دے رہے ہیں کہ نبی کریم ﷺ سلام وغیرہ سنتے ہی نہیں تو کیا یہ اکابر پر الزام، اتہام اور بہتان نہ ہوگا؟

سوال (۶۴): اسلام کی پوری چودہ سو سالہ تاریخ میں کسی ایک صحابی، تابعی، تبع تابعی، امام مجتہد، محدث، مفسر، صوفی الغرض کسی عالم دین نے نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس کی تصریح فرما کر اور عند القبر الشریف کی قید لگا کر آپ ﷺ کے سماع کا انکار کیا ہو۔ بتائیں نام لیجئے۔ جی بسم اللہ!

سوال (۶۵): اگر آپ اکابر علماء دیوبند اور فقہاء احناف کی طرح نبی کریم ﷺ کے سماع عند القبر الشریف کے قائل اور حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحبؒ کے فیصلے پر قائم ہیں تو اکابر کی طرح صاف لفظوں میں اپنے اس عقیدہ کو عیاں بیان کیجئے۔ تاکہ ہمیں یقین ہو کہ آپ مسلک الاکابر کے واقعی پیروکار ہیں۔ اگر اکابر کے مسلک کو تسلیم نہیں کرتے تو اکابر کے نام پر دھوکہ دینے کا کیا فائدہ۔

سوال (٦٦): آپ حضرت شبیر احمد عثمانیؒ کی تصنیف فتح الملہم کے حوالہ سے مولانا انور شاہ کشمیریؒ کی تحقیق نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "ان الضابطة انما هو عدم السماع لكن المستثنيات في الباب كثيرة" (فتح الملہم ج ۲ ص ۴۷۹) بے شک ضابطہ تو عدم سماع ہی ہے۔ لیکن اس باب میں مستثنیات بہت ہیں۔ (ایضاً ص ۳۳) ماشاء اللہ! آپ نے اکابر کے حوالے سے یہ بات تسلیم فرمالی کہ ضابطہ عدم سماع سے بہت چیزیں مستثنیٰ ہیں۔ کیا آپ بتا سکتے ہیں وہ مستثنیٰ کون کون ہیں؟ آخر اکابر نے جن افراد کو عدم سماع کے ضابطہ سے مستثنیٰ قرار دیا ہے ان کی تفصیل تو بیان کی ہوگی؟

سوال (٦٧): آپ کی عبارت مندرجہ ذیل سے معلوم ہوتا ہے کہ اکابر نے اس کی تفصیل بیان کی ہے۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں "فیض الباری میں انہیں مستثنیات میں سے بعض مواقع سے بحث کی گئی ہے۔" (ایضاً ص ۳۴) معلوم ہوا کہ اکابر کا مسلک ہے کہ عدم سماع میں سے بہت سی مستثنیات ہیں اور ان مستثنیات کی اکابر نے تفصیل بھی بیان کی ہے اور ان مستثنیات پر ایمان بھی مسلک اکابر ہے لیکن آپ نے مسلک اکابر کی پیروی کا دعویٰ کرنے کے باوجود اکابر کی مستثنیات کو کیوں چھپا دیا۔ کیا یہ کتمان حق نہ ہوگا؟

سوال (٦٨): بتائیں کہ اکابرؒ کی طرح آپ کن کن کو عدم سماع کے ضابطہ سے مستثنیٰ سمجھتے ہیں؟

سوال (٦٩): کیا آپ عدم سماع کے ضابطہ سے نبی کریم ﷺ کو مستثنیٰ سمجھتے ہیں یا نہ؟

سوال (٧٠): اگر آپ نبی کریم ﷺ کو اس ضابطہ سے مستثنیٰ سمجھتے ہیں اور آپ ﷺ کی سماعت عند القبر الشریف کے قائل ہیں تو اس عقیدہ کا اعلان و اظہار فرما دیجئے اور امارت کے چلے جانے کا خوف نہ کھائیے اور اگر آپ نبی کریم ﷺ کو مستثنیٰ نہیں سمجھتے تو پھر ظاہر ہے کہ آپ کسی کو بھی مستثنیٰ نہیں سمجھتے۔ اب بتائیں کہ اکابر تو فرمائیں کہ "في الباب مستثنيات كثيرة" اور آپ ایک مستثنیٰ بھی تسلیم نہ کریں تو کیا یہ اکابر کے مسلک کی پیروی ہوگی یا اس سے بیزاری ہوگی۔ جواب دیں؟

سوال (٧١): آپ نے اپنی کتاب میں "کشف مغالطات" نامی کتاب کو بڑی ہوا دی۔ حتیٰ کہ اس کے آخری چار صفحات کا فوٹوسٹیٹ بھی کتاب کے آخر میں شامل کیا اور فرمایا کہ یہ کتاب ہندوستان میں عدم سماع موتی کے موضوع پر لکھی گئی تھی اور اس پر اکابر علماء دیوبندؒ کے تصدیقی دستخط ثبت ہیں اور اس طریقہ سے آپ نے ثابت کر دکھایا کہ علماء دیوبندؒ کے نزدیک مردے نہیں سنتے۔ میرے محترم! "کشف مغالطات" نامی کتاب شاید ایک آدھ بار ہندوستان میں چھپی ہوگی۔ لیکن اب تو وہ کتاب ناپید ہے اگر وہ کتاب عام و متداول ہوتی تو دیکھ کر حقیقت حال معلوم کی جاتی۔ لیکن آپ کی پیش کردہ عبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں عام موتی کے سماع کی نفی کی گئی ہے۔ چونکہ عام موتی کے سماع کا مسئلہ مختلف فیہ اور غیر اہم ہے۔ اس لئے ہمارے علماء اس میں بہت زیادہ نہیں الجھتے۔ الا بقدر ضرورت۔ لیکن اہم اور اجماعی مسئلہ تو نبی کریم ﷺ کے سماع کا ہے۔ لہٰذا آپ کی خدمت میں یہ گزارش ہے کہ کتاب مذکورہ آپ کے پاس موجود ہے۔ لہٰذا وہاں سے دیکھ کر ہمیں بتائیں کہ نبی کریم ﷺ کے سماع عند القبر الشریف کا اس کتاب میں اثبات ہے یا نفی؟ یا اس مسئلہ کو چھیڑا نہیں گیا۔ بہر حال جو صورت حال ہو آپ ہمیں مطلع فرمائیں؟

سوال (٧٢): اکابر تو حدیث: "من صلى على عند قبري۔ الحديث" کی توثیق کرتے ہیں اور اس کے مطابق آپ ﷺ کے سماع کا عقیدہ رکھتے ہیں اور آپ اس حدیث کو موضوع کہہ کر اس عقیدہ سے انکار کر رہے ہیں۔ پھر بھی آپ کو اتباع اکابر کا دعویٰ ہے۔ کیا یہی اتباع ہے؟

سوال (۷۳): اگر اس کتاب میں آپ ﷺ کے سماع کا اثبات ہے تو آپ نے اس کو کیوں چھپایا ہے؟

سوال (۷۴): اگر اس کتاب میں آپ ﷺ کے سماع کو نہیں چھیڑا گیا بلکہ صرف عام موتی کے سماع کا مسئلہ بیان کیا گیا ہے تو آپ نے نبی کریم ﷺ کی خصوصی شان کو نظر انداز کر کے آپ کی ذات کو عام موتی میں کیوں شامل کر دیا؟

سوال (۷۵): بقول شامیہ کتاب مذہب حنفی کی تائید میں لکھی گئی ہیں اور مذہب حنفیہ آپ نے خود لکھا ہے کہ ضابطہ تو عدم سماع ہے لیکن اس ضابطہ سے مستثنیات بہت ہیں۔ لہٰذا کشف مغالطات میں بھی مستثنیات کا ذکر ضرور ہوگا۔ لہٰذا بتائیں وہاں کن کن کو مستثنیٰ کیا گیا ہے؟

سوال (۷۶): کشف مغالطات تو ایک ناپید اور غیر متداول کتاب ہے اور ''المہند علی المفند'' یعنی عقائد دیو بند ایک عام متداول کتاب اور ہر جگہ دستیاب ہے۔ اس کتاب میں نبی کریم ﷺ کی حیات القبر الشریف کو واضح لفظوں میں تسلیم کیا گیا ہے اور اس کتاب پر تمام اکابر علماء دیو بند کے تصدیقی دستخط موجود ہیں اور بعد والے بھی اس کتاب پر دستخط کرتے چلے آرہے ہیں۔ لیکن سوال یہ ہے کہ آپ نے ایک عام اور متداول کتاب کو نظر انداز کر کے ایک ایسی کتاب کا سہارا کیوں لیا جو کہ ناپید ہے۔ جب کہ المہند خود علماء دیو بند کی تصنیف ہے۔ آخر کیا وجہ ہے؟

سوال (۷۷): آپ نے ایک گمشدہ کتاب سے عقائد علماء دیو بند معلوم کرنے کی کوشش کی۔ حالانکہ خود علماء دیو بند کی اپنی خود نوشت کتابیں موجود ہیں۔ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کی آب حیات وغیرہ، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کی زبدۃ المناسک اور فتاویٰ رشیدیہ وغیرہ، حضرت مولانا انور شاہ صاحبؒ کی فیض الباری وغیرہ، حضرت مولانا سہارن پوریؒ کی بذل المجہود اور المہند وغیرہ حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ کی فتح الملہم وغیرہ، حضرت مولانا مفتی شفیع کی معارف القرآن وغیرہ حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ کی فضائل درود وغیرہ، حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی کی سیرت المصطفیٰ وغیرہ، حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کی نشر الطیب اور امداد الفتاویٰ وغیرہ، حضرت مولانا قاری محمد طیبؒ کے خطبات اور راولپنڈی والا فیصلہ وغیرہ، حضرت مولانا غلام اللہ خان صاحب کا رسالہ تعلیم القرآن وغیرہ۔ الغرض ہزاروں کتابیں موجود ہیں جن میں واشگاف الفاظ میں نبی کریم ﷺ کی حیات قبر بہ تعلق روح اور آپ کا سماع عند القبر الشریف تسلیم کیا گیا ہے۔ کیا وجہ کہ اصل کتاب بلکہ کتب کو چھوڑ کر گم شدہ کتاب پر اعتماد کیا؟

سوال (۷۸): آپ نے اپنی کتاب میں ایک عنوان قائم کیا ہے: ''ہمارے کرم فرماؤں کا المہند پر عدم اعتماد اور اس میں تحریف اور اس عنوان کے تحت آپ نے لکھا ہے کہ المہند میں ہے کہ نبی کریم ﷺ کی حیات دنیاوی حیات کی سی ہے اور ہمارے کرم فرما ارشاد فرماتے ہیں کہ آپ کی حیات دنیاوی ہیں۔ یعنی المہند میں آپ کی حیات برزخیہ کو حیات دنیاوی سے تشبیہ دی گئی ہے اور ہمارے کرم فرما اسے حیات دنیاوی ہی مانتے ہیں۔ (ایضاً ص ۲۳) میرے محترم! دیانت کی بات بتائیں آپ نے المہند سے عربی عبارات نقل فرمائی ہے یا اردو ترجمہ نقل کیا ہے؟ درحقیقت المہند تو عربی کی کتاب ہے عام طور پر اردو ترجمہ بھی ساتھ ہوتا ہے؟

سوال (۷۹): اگر آپ نے اردو ترجمہ نقل کیا ہے تو کتاب میں ترجمہ یوں لکھا ہے کہ: ''اور آپ کی حیات دنیا کی سی ہے۔'' ترجمہ نقل کرنے میں آپ سے یہ غلطی دیدہ دانستہ ہوئی ہے یا نادیدہ دانستہ؟

سوال (۸۰): اگر آپ نے المہند کی اصل عربی عبارت دیکھی ہے تو وہاں صراحۃً آپ ﷺ کی حیات قبر کو حیات دنیویہ کہا گیا ہے لیکن سوال یہ ہے کہ جب اکابر نے صاف لفظوں میں اس کو حیات دنیویہ کہا ہے تو آپ کیوں خلاف واقعہ بات لکھتے ہیں کہ اکابر نے آپ ﷺ کی حیات برزخیہ کو دنیوی نہیں کہا ذرا عربی عبارات ملاحظہ فرمائیں: ''عندنا وعند مشائخنا حضرۃ الرسالۃ ﷺ حیٌ فی قبرہ الشریف وحیاتہ ﷺ من غیر تکلیف'' (المہند ص ۳۸) باقی رہا اردو ترجمہ تو وہ اپنی جگہ پر صحیح ہے۔ کیونکہ وہ مرادی ترجمہ ہے یعنی حیات دنیویہ کا یہ مطلب نہیں کہ بالکل ہر لحاظ سے دنیا والی حیات ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ وہ حیات برزخیہ دنیا کی سی ہے یعنی دنیا والا جسد عنصری حیات میں شامل ہے۔ اب بتائیں کہ اکابر تو حیات برزخیہ میں دنیا والے جسد عنصری کو شامل سمجھتے ہیں اور اس کو حیات دنیویہ لکھتے ہیں اور آپ اس کو حیات دنیویہ کہنے کے لئے بھی تیار نہیں اور دنیا والے جسد عنصری کو بھی شامل حیات نہیں سمجھتے بلکہ اس کو حیات سے محروم کرتے ہیں۔ لہٰذا بتائیں کہ المہند کی عبارات میں تحریف کس نے کی۔ آپ نے یا علماء دیوبند نے؟ اور بتائیں کہ اکابر کے مسلک کا پیروکار کون ہیں؟ وہ جو دنیا والے جسد کو شامل حیات کہتے ہیں یا وہ جو دنیا والے جسد کو حیات برزخیہ سے محروم کرتے ہیں۔ جنت سے بھی محروم اور جنت کی نعمتوں سے بھی محروم سمجھے۔ ذرا سوچ کر کے جواب دیں؟

سوال (۸۱): اکابر علماء دیوبند کثر اللہ سوادھم نبی کریم ﷺ کی حیات قبر کو حیات برزخیہ بھی کہتے ہیں۔ چنانچہ المہند میں لکھا ہے: ''قال تقی الدین السبکی حیاۃ الانبیاء والشھداء فی القبر کحیاتھم فی الدنیا ویشھد لہ صلوۃ موسیٰ علیہ السلام فی قبرہ فان الصلوۃ تستدعی جسداً حیاً الی آخر ما قال فثبت بھذا ان حیوتہ دنیویۃ برزخیۃ لکونھا فی عالم البرزخ'' (المہند ص ۳۸)

(ترجمہ) علامہ تقی الدین سبکی نے فرمایا ہے کہ انبیاء وشہداء کی قبر میں حیات ایسی ہے جیسی دنیا میں تھی اور موسیٰ علیہ السلام کا اپنی قبر میں نماز پڑھنا اس کی دلیل ہے۔ کیونکہ نماز زندہ جسم کو چاہتی ہے۔ الخ پس اس سے ثابت ہوا کہ نبی کریم ﷺ کی حیات دنیوی ہے اور اس کے معنی برزخی بھی ہے کہ عالم برزخ میں حاصل ہے تو خود اکابر کی زبانی معلوم ہوگیا کہ آپ ﷺ کی حیات قبر بایں معنی دنیوی ہے کہ دنیا والا جسد حیات میں شامل ہے اور بایں معنی برزخیہ بھی ہے کہ عالم برزخ میں ہے۔ کیا آپ اکابر کی اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ دنیا والا جسد بھی شامل حیات ہے یا نہ؟ ''جسداحیاء کی تصریح'' ذہن نشین فرمالیں۔

سوال (۸۲): المہند کی مذکورہ بالا عبارت سے واضح ہوگیا کہ اکابر علماء دیوبند نبی کریم ﷺ کی حیات قبر کو برزخی کہتے ہیں اور دنیوی کا یہ مطلب بتاتے ہیں کہ دنیا والا جسد اطہر شامل حیات ہے۔ لہٰذا آپ کی یہ بات تو خلاف واقعہ ہوگی کہ ہم حیات برزخیہ مانتے ہیں اور ہمارے کرم فرما برزخی نہیں مانتے اور دنیا کی زندگی کی طرح مانتے ہیں۔ لہٰذا اب سوال یہ ہے کہ آپ کا علماء دیوبند سے کس بات میں نزاع واختلاف ہے؟ فریقین میں نقطہ اختلاف کیا ہے؟ وضاحت فرمائیں۔ جزاکم اللہ!

سوال (۸۳): اگر کہا جائے کہ علماء دیوبند آپ ﷺ کی حیات برزخیہ میں دنیا والے جسد اطہر کو شامل

کرتے ہیں اور آپ دنیا والے جسد اطہر کی حیات برزخیہ کا انکار کر کے کوئی اور جسد تجویز کرتے ہیں تو کیا یہ نقطہ اختلاف اور وجہ نزاع درست ہے یا غلط؟ تائید یا تردید فرمائیں۔

سوال (۸۴): آپ کا دعویٰ ہے کہ المہند کے مصنف اور مصدق سارے کے سارے ہمارے ہم خیال اور ہم مسلک تھے تو گزارش ہے کہ کیا آپ المہند پر دستخط فرما کر اس کے سب مندرجات کی تصدیق کریں گے۔ کیا جو عقائد اس کتاب میں لکھے ہوئے ہیں آپ کو تسلیم ہیں؟

سوال (۸۵): آپ نے حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ کے مکاتیب کے حوالہ جات پیش کر کے ان کو اپنا ہم مسلک باور کرانے کی کوشش کی ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ آپ حضرت شیخ الحدیثؒ کی فضائل درود کی تائید وتصدیق کریں گے؟ اگر آپ حضرت شیخ کی فضائل پر تصدیق دستخط کر دیتے ہیں تو مان لیا جائے گا کہ واقعی حضرت شیخ آپ کے ہم مسلک تھے۔ لیکن اگر آپ شیخ کی کتاب کی تصدیق نہیں کرتے تو بتائیں کہ وہ کیسے آپ کے ہم مسلک تھے۔ ذرا سوچ کر جواب دیں؟

سوال (۸۶): اگر آپ حضرت شیخ کی فضائل درود پر دستخط نہیں فرماتے تو ان کی مکاتیب کی ایک عبارت جو آپ نے اپنی کتاب میں نقل کی ہے اس کی تصدیق کر دیں وہ عبارت درج ذیل ہے: ''البتہ اپنے اکابر کا عقیدہ جو ہمیشہ سے سنتے کو چلے آئے ہیں اور اس میں کوئی تردد نہیں وہ یہ ہے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اپنے جسد مبارک کے ساتھ قبروں میں زندہ ہیں: ''فان اللہ حرم علی الارض ان یاکل اجساد الانبیاء او کما قال ﷺ'' دوسری حدیث میں ''نبی اللہ حیی یرزق'' وغیرہ کثرت سے ہے۔ (ایضاً ص ۲۰)

حضرت شیخ نے صاف لفظوں میں حضرات انبیاء کرام کی حیات قبر کے بارے میں فرمایا کہ وہ جسد حقیقی یعنی دنیا والے جسد کے ساتھ ہے کیا آپ حضرت شیخ کی اس بات سے اتفاق کرتے ہیں۔ جس کو آپ نے خود اپنی کتاب میں نقل فرمایا ہے۔

سوال (۸۷): حضرت شیخ الحدیث حضرت اقدس مولانا محمد سرفراز خان صفدر صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے منکرین حیات قبر کو عرصہ دراز سے درج ذیل چیلنج دے رکھا ہے: ''بلا خوف تردید یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ تقریباً ۱۳۷۴ھ تک اہلسنت والجماعت کا کوئی فرد کسی بھی مسلک سے وابستہ دنیا کے کسی خطہ میں اس کا قائل نہیں رہا کہ آپ ﷺ اور اسی طرح دیگر حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی روح مبارک کا جسم اطہر سے قبر شریف میں کوئی تعلق اور اتصال نہیں اور آپ عند القبر الشریف صلوٰۃ وسلام کا سماع نہیں فرماتے۔ کسی کتاب میں عام اس سے کہ وہ کتاب حدیث وتفسیر کی ہو یا شرح حدیث اور فقہ کی، علم کلام کی ہو یا علم تصوف وسلوک کی، سیرت کی ہو یا تاریخ کی۔ کہیں صراحت کے ساتھ اس کا ذکر نہیں کہ آپ کی روح مبارک کا جسم اطہر سے کوئی تعلق اور اتصال نہیں اور یہ کہ آپ عند القبر الشریف صلوٰۃ وسلام کا سماع نہیں فرماتے: ''من ادعی خلافہ فعلیہ البیان و لا یمکنہ ان شاء اللہ الی یوم البعث والجزاء والمیزان'' (تسکین الصدور ص ۲۸۲) محترم! کسی ایک شخص کو نامزد کر کے چیلنج کا جواب کیوں نہیں دیتے۔ دعویٰ تو کرتے ہو کہ امت کے تمام اکابر علماء اسلام ہمارے ہم مسلک ہیں اور نام ایک کا بھی نہیں لیتے۔ کیا وجہ کون سی مشکل بات ہے؟

سوال (۸۸): بعض فرقے دعویٰ کرتے ہیں کہ اجراء نبوت میں تمام اکابر علماء ہمارے ساتھ ہیں اور پھر ان کی کتابوں کی عبارات پیش کرتے ہیں اور بعض فرقے دعویٰ کرتے ہیں کہ انکار حدیث میں تمام اکابر علماء ہمارے ساتھ ہیں اور پھر ان کی کتابوں کی عبارات پیش کرتے ہیں اور بعض فرقے دعویٰ کرتے ہیں کہ ترک تقلید میں تمام اکابر علماء ہمارے ساتھ ہیں اور پھر ان کی کتابوں کی عبارات پیش کرتے ہیں اور بعض دعویٰ کرتے ہیں کہ عدم تعلق اور عدم سماع میں تمام اکابر علماء ہمارے ساتھ ہیں۔ بتائیں کن کو سچا مانیں، کن کو جھوٹا؟

سوال (۸۹): جن آیات قرآنیہ سے آپ عدم اعادہ روح فی القبر پر استدلال کرتے ہیں۔ ان میں ہر قسم کے اعادہ کی نفی ہے خواہ کیسا ہو یا ایسے اعادہ کی نفی ہے کہ اس اعادہ سے آدمی عالم دنیا میں واپس آجائے اور "والبعث بعدالموت" قبل از وقت ہو جائے؟

سوال (۹۰): اگر ایسا اعادہ ہو کہ مردہ عالم قبر و برزخ میں رہتے ہوئے نکیرین کے سوال کو سمجھ کر جواب دے اور ایسا تعلق ہو کہ مردہ عذاب وثواب قبر کا احساس کرے۔ کیا ایسے اعادہ اور ایسے تعلق کی بھی قرآن میں نفی ہے؟

سوال (۹۱): پورے قرآن میں کوئی ایسی آیت ہے جس میں لکھا ہو کہ قبر کے پاس مردے کچھ بھی نہیں سنتے، مردے کی اور عندالقبر کی اور نہ سننے کی تصریح ہو۔

سوال (۹۲): جن آیات قرآنیہ سے آپ عدم سماع پر استدلال کرتے ہیں کیا وہ تمہارے مدعا پر قطعی الدلالۃ ہیں یا نہ؟

سوال (۹۳): اگر وہ آیات تمہارے مدعا پر قطعی الدلالۃ ہیں تو قائلین سماع موتی پر کیا حکم لگائیں گے؟

سوال (۹۴): اگر وہ آیات قطعی الدلالۃ نہیں ہیں تو کیا قائلین سماع موتی کو قرآن کا منکر یا قرآن کا مخالف کہنا صحیح ہے یا نہ؟

سوال (۹۵): قرآن مجید میں جو ارشاد باری تعالیٰ ہے: "انک لا تسمع الموتی اور وما انت بمسمع من فی القبور" ان آیات میں قبروں میں مدفون مردے مراد ہیں یا وہ زندہ کافر مراد ہیں جن کے قلوب ضد وعناد کی وجہ سے مردہ ہو چکے تھے؟

سوال (۹۶): آپ ﷺ زندوں اور مردوں سب کے لئے داعی اور بشیر ونذیر بن کر تشریف لائے تھے یا صرف زندہ لوگوں کے لئے؟

سوال (۹۷): آپ ﷺ پوری زندگی کبھی بھی مدفون مردوں کو دعوت وتبلیغ کرنے کے لئے قبرستان تشریف لے گئے یا نہ؟ حالانکہ زیارت قبور اور دعا اہل قبور کے لئے جانا تو ثابت ہے۔

سوال (۹۸): عام موتی کا سماع اکابر علماء کے نزدیک اصولی ہے یا فروعی؟ اور آپ کیا فرماتے ہیں؟

سوال (۹۹): قرآن مجید کی آیات "انک لا تسمع الموتی الایۃ" اور "انک لا تھدی من احببت الایۃ" کی تفسیر وتشریح ایک جیسی ہیں یا کوئی فرق ہے؟ اگر فرق ہے تو واضح فرمائیں؟ کیونکہ اس کے آگے "ولکن اللہ یھدی من یشاء" بھی آیا ہے۔ اسی طرح قرآن مجید میں "ان اللہ یسمع من یشاء" بھی آیا۔

سوال (۱۰۰): آپ نے اپنی کتاب میں علامہ ابن ابی العز الحنفی (المتوفی ۷۹۲ھ) کی کتاب شرح عقیدۃ الطحاویۃ کے حوالے کے ایک اقتباس نقل فرمایا ہے کہ جس میں روح کا جسد عنصری سے پانچ قسم کا تعلق بتایا گیا ہے۔ چنانچہ اس عربی عبارت کا ترجمہ کرتے ہوئے آپ لکھتے ہیں: ''رابع: برزخ میں بدن کے ساتھ روح کا تعلق، اگرچہ (موت) سے روح اس بدن کو چھوڑ دیتی ہے اور اس سے جدا ہو جاتی ہے۔ لیکن بایں طور کہ ان میں کلی جدائی نہیں ہوتی کہ روح کا اس کی طرف التفات ہی نہ رہے۔ کیونکہ سلام کرنے والے کے سلام کے وقت اس کا رد اور دفن کرنے والوں کے لوٹتے ہوئے ان کے جوتوں کی آواز کا سننا وارد ہوا ہے۔ لیکن یہ ایک خاص طرح کا اعادہ ہے جس سے قیامت سے پہلے جسمانی زندگی لازم نہیں آتی۔ (ایضاً ص ۱۲)

اس ترجمہ کے آگے آپ نے بریکٹ میں لکھا ہے (اگرچہ اس اعادہ میں بھی سخت کلام ہے اور یہ مؤول ہے۔ لیکن یہاں تفصیل کی گنجائش نہیں) ماشاءاللہ! احناف کا مؤقف تو خود آپ نے بیان فرما دیا کہ برزخ میں روح کا دنیا والے جسد کی طرف اعادہ ہوتا ہے۔ اس لئے مردہ سلام کرنے والوں کے سلام کا جواب دیتا ہے اور دفن کرنے والوں کی جوتیوں کی آہٹ بھی سنتا ہے۔ البتہ یہ اعادہ ایسا نہیں جیسا قیامت کو ہوگا۔ لیکن آپ نے جو اس مسلک حنفیہ کو رد کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ اس اعادہ میں سخت کلام ہے۔ وہ سخت کلام کس حنفی عالم نے کیا ہے؟ جن احناف نے سخت کلام کیا ہے ان کے نام بتائیں ان کی کلام سنائیں۔

آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ یہ اعادہ مؤول ہے بتائیں کس حنفی عالم نے اس کی کیا تاویل کی ہے؟ نام تاویل بتائیں۔ جو لوگ آپ کو دیوبندیت اور حنفیت سے خارج قرار دیتے ہیں کیا ان کے دعویٰ کے لئے ہی ایک دلیل کافی نہیں؟ کہ حنفیوں کی بات نقل کر کے اس کی تردید فرما رہے ہو۔ ویسے اس کی کئی مثالیں موجود ہیں۔

سوال (۱۰۱): آپ نے حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کی الکوکب الدری سے ایک عربی عبارت نقل کی ہے اور اس کا ترجمہ بھی کیا ہوا ہے۔ چنانچہ لکھا ہوا ہے: ''وایضاً فلھم من الروایات ما ورد ان المیت یسمع خفق نعالھم اذ یحضر ان عندہ ملکان نکیر ومنکر والجواب ان ذالک کنایۃ عن سرعۃ اتیا بھما بعدالدفن لاحقیقۃ'' ترجمہ: ان کے دلائل میں یہ روایت بھی ہے کہ میت شرکاء تدفین کے جوتوں کی آواز سن رہا ہوتا ہے کہ اس کے پاس دو فرشتے نکیر اور منکر آجاتے ہیں (حدیث قرع النعال) اس کا جواب یہ ہے کہ یہ فرشتوں کے جلدی آجانے سے کنایہ ہے نہ کہ حقیقتاً سننا (ایضاً ص ۳۵) محترم! حضرت گنگوہیؒ کے جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ دفن کے بعد فوراً حساب والے فرشتے میت کے پاس آجاتے ہیں اور میت سے سوال شروع کر دیتے اور حساب لیتے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ آپ کو حضرت گنگوہیؒ کی اس بات سے اتفاق ہے؟ کیا واقعی مردہ مدفون کے پاس اسی قبر میں نکیرین آجاتے ہیں اور انہیں قبروں میں حساب وکتاب اور قبر کی کارروائی ہوتی ہے۔ اگر آپ ان قبروں میں حساب وکتاب تسلیم کرتے ہیں۔ تب تو آپ کو یہ جواب مفید ہے ورنہ یہ جواب تو آپ کے مذہب کے لئے سخت نقصان دہ ہے۔ شاید عدم سماع موتی میں اتنے مدہوش ہوئے کہ: ''کنایۃ عن سرعتہ اتیانھما بعد الدفن'' والا جملہ آپ کی آنکھوں سے مستور ہو گیا۔ اب فرمایئے مذکورہ بالا جملہ میں آپ کو حضرت گنگوہیؒ سے اتفاق ہے یا نہ؟

سوال (۱۰۲): آپ نے اپنی کتاب کے سبب تالیف میں لکھا ہے کہ پنجاب کے ایک عالم قاضی مظہر حسین صاحب جو خیر سے اپنے آپ کو دیوبندی کہتے ہیں اور جنہیں کسی ستم ظریف نے بجا طور پر مظہر مباحث کہا تھا اپنے بیانات میں ہمیں عموماً یاد فرماتے ہیں چند ماہ سے ان کے رسالہ میں ہمارے متعلق کچھ نہ کچھ قلم کھسائی کا سلسلہ شروع ہو گیا اور بڑے گرے ہوئے انداز کی تحریرات سامنے آ رہی ہیں۔ (ایضاً ص ۹)

محترم! آپ اپنے رسالے کے شروع میں موجود سید ضیاء اللہ صاحب بخاری کی تصدیق میں ذرا غور فرمائیں۔ بخاری صاحب لکھتے ہیں: ''بعض حضرات کی باسی کڑی میں پھر سے ابال آ جانے سے ضرورت محسوس کی جارہی تھی کہ مسئلہ حیات النبی ﷺ اور عدم سماع الموتی پر ایک مختصر مگر جامع تحریر مرتب کی جائے جو معاندین اور حاسدین کی بے جا فتویٰ بازی اور گھٹیا پروپیگنڈا پر مبنی طوفان بدتمیزی کا سنجیدہ اور مؤثر تدارک بن سکے۔ (ایضاً ص ۶)

اب سوال یہ ہے کہ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب قائد اہلسنت کا انداز تحریر آپ کے بخاری کے انداز تحریر سے بھی زیادہ گرا ہوا تھا جس کو آپ نے اپنے رسالہ میں شامل فرما دیا۔ ذرا انصاف کی بات کریں؟

سوال (۱۰۳): آپ حیات النبی ﷺ کے متعلق اپنا عقیدہ واضح فرمائیں اور صاف صاف لکھیں کہ آپ کس طرح حیات مانتے ہیں صرف روح کی حیات مانتے ہیں یا روح اور جسد دونوں کی اگر صرف روح کی حیات مانتے ہیں اور کسی قسم کے جسد کو شامل نہیں کرتے تو قرآن مجید کی ایک آیت یا پھر ایسی حدیث جو تمہارے عقیدہ کی بنیاد بن سکے۔ پیش فرمائیں؟

اگر آپ روح اور جسد دونوں کی حیات کے قائل ہیں تو بتائیں کہ آپ کون سے جسد کو شامل حیات سمجھتے ہیں دنیا والے جسد عنصری کو یا اس کے علاوہ کسی اور کو اگر دنیا والے جسد کو چھوڑ کر کسی اور جسم کو شامل حیات سمجھتے ہو تو بتاؤ۔ اس دوسرے جسم میں روح کا تعلق کیسے ہوتا ہے حلول و دخول کا یا اتصال کا یا کسی اور قسم کا اس دوسرے جسم کا قرآن میں کیا نام رکھا گیا ہے؟

جسد خاکی کی تخلیق کی تفصیل تو پوری کی پوری قرآن مجید میں بیان کی گئی ہیں۔ ابتداء آفرینش سے انتہا تک کیا اس دوسرے جسد کی بھی اسی طرح تخلیق کی تفصیل قرآن مجید میں بیان کی گئی ہے وہ دوسرا جسم کسی شکل وصورت میں ہوگا؟ قرآن مجید میں اس کی صورت بیان کی گئی ہے یا نہ؟ حقیقی جسم کے ہوتے ہوئے دوسرے جسم کی ضرورت کیوں محسوس کی گئی؟ قیامت کے دن نبی کریم ﷺ اپنی قبر مبارک سے جسد عنصری کے ساتھ اٹھیں گے یا کسی دوسرے جسم کے ساتھ۔ اگر آپ ﷺ جسد عنصری کے ساتھ اٹھیں گے تو لازماً آپ کی روح اقدس کو اس دوسرے جسد سے نکالا جائے گا کیا آپ ﷺ کو عالم برزخ میں بھی موت کا مزہ چکھایا جائے گا؟ پھر اس دوسرے جسم کا کیا ہوگا۔ روح اقدس کو نکالا گیا؟ اپنا عقیدہ تفصیل سے بیان فرمائیں اور اس عقیدہ کے مطابق نص قطعی پیش فرمائیں؟ صرف حیات برزخی لکھ دینے سے آپ کا عقیدہ واضح نہیں ہوتا۔ اسی طرح یہ کہہ دینا کہ ہم نبی کریم ﷺ کو جنت میں مانتے ہیں۔ آسمانوں میں مانتے ہیں رفیق اعلیٰ میں مانتے ہیں اور مقام محمود پر مانتے ہیں یا آپ ﷺ کی اعلیٰ ارفع زندگی مانتے ہیں۔ یہ سب مجمل باتیں ہیں۔ لہٰذا بات کو کھولیں اپنے عقیدہ کی وضاحت فرمائیں اور ساتھ ساتھ وہ آیات لکھیں جن سے آپ کا عقیدہ ثابت ہوتا ہے؟

سوال (۱۰۴): بندہ عاجز کے سوالات کے جوابات بالتفصیل اور بالترتیب عنایت فرمائیں کسی کتاب کے حوالہ نہ فرمائیں۔ اجمال وابہام اور الزامی جوابات پر اکتفاء کرنا دفع وقتی تصور ہوگی۔ اگر آپ بندہ عاجز سے کچھ پوچھنا چاہتے ہیں تو بندہ حاضر ہے لیکن پہلے میرے سوالات کے جواب عنایت فرمائیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء فی الدنیا والآخرۃ۔ آمین! السائل: ابو احمد نور محمد قادری تونسوی خادم جامعہ عثمانیہ ترنڈہ محمد پناہ تحصیل لیاقت پور ضلع رحیم یارخان ۸ر محرم الحرام ۱۴۲۶ھ بروز جمعہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بندہ عاجز کا ایک مضمون ماہنامہ بینات بابت محرم الحرام ۱۴۲۵ھ میں شائع ہوا جس کا نام بینات والوں نے ''سلف صالحین کی راہ ہی صراط مستقیم ہے'' تجویز فرمایا۔ اس مضمون میں بندہ عاجز نے علماء اہل سنت والجماعت دیوبند کے عقائد ونظریات اور مسائل سے جداگانہ رائے رکھنے والے حضرات کے تفردات کی ایک فہرست بیان کی ہے اور بتایا ہے کہ ہمارے اکابر علمائے دیوبند کے افکار ونظریات اور معمولات اہل سنت والجماعت والے ہیں اور برحق ہیں اور ان حضرات کی رائے سے اختلاف کرنے والے لوگ تفردات کا شکار ہیں اور ان تفردات میں نمبر ۲۰ کے اندر حضور اکرم ﷺ کی حیات قبر وبرزخ اور عند القبر الشریف سماع صلوٰۃ اور سلام کا مسئلہ ہے اور نمبر ۲۱ میں عقیدہ عذاب قبر کا بیان ہے کہ اسی ارضی قبر میں اعادہ روح ہوتا ہے اور روح وجسد عنصری کے تعلق کی وجہ سے قبر کی جزا وسزا بھی دونوں کو ملتی رہتی ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے جس کو کوئی منصف مزاج جھٹلا نہیں سکتا کہ اکابر علمائے دیوبند ان دونوں نظریات کو تسلیم کرتے ہیں۔ ان پر ان سب کا اجماع واتفاق ہے۔

جس پر علمائے دیوبند کی تصنیفات، تحریرات اور فتاویٰ جات شاہد عدل ہیں۔ جن میں واضح لکھا ہے کہ جو شخص ان عقائد کا منکر ہے وہ اہل سنت والجماعت سے خارج ہے۔ مبتدع ہے اس کے پیچھے نماز پڑھنا درست نہیں ہے ایسے شخص کا علمائے دیوبند سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ چنانچہ بندہ عاجز کا یہ مضمون جب بینات وغیرہ رسائل میں شائع ہوا تو اکابر علماء دیوبند کے بہت سے خدام نے پسند فرمایا حتیٰ کہ بعض جماعتی ساتھی صرف اور صرف اس مضمون کی وجہ سے دور دراز کا سفر طے کر کے جامعہ عثمانیہ ترنڈہ محمد پناہ میں بندہ عاجز کی حوصلہ افزائی کے لئے تشریف لائے ''فجزاھم اللہ خیرا'' تو جہاں یہ مضمون اپنے ہم مشرب بھائیوں کے لئے تسکین قلب اور فرحت جان کا باعث بنا وہاں تفردات کے دلدادہ حضرات کے لئے ناراضگی کا سبب بھی ثابت ہوا۔

چنانچہ حضرو اٹک سے ایک صاحب محمد زبیر ولد رحمت دین صاحب نے ہمارے مخدوم مکرم جناب مولانا سعید احمد صاحب جلال پوری مدیر ماہنامہ بینات کراچی کی طرف شکایت آمیز خط لکھا اور ناراض ہوئے کہ ایسا مضمون بغیر تحقیق کے بینات میں شائع کر کے ہمیں کیوں دلبراشتہ کیا گیا اور پھر بندہ عاجز کے مذکورہ مضمون پر چند شکوک وشبہات اور اعتراض بھی وارد کئے اور پھر اس خط کی ایک نقل بھی میرے پاس بذریعہ ڈاک بھیج دی تاکہ میں اس کا جواب لکھوں۔ چنانچہ بندہ عاجز نے محمد زبیر صاحب کے خط کا جواب لکھ کر اس کے تمام شبہات ووساوس کے ازالے کی کوشش کی ہے

تا کہ حق و باطل کا التباس نہ رہے اور دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے اور یہ ایک حقیقت ہے کہ محمد زبیر صاحب کا شکایت نامہ، دھوکہ، فریب، خیانت، کتمان حق، قطع و برید اور ''تاویل القول بمالا یرضی بہ القائل'' کا ایک مرقع ہے اور اس بات کا اندازہ آپ بندہ عاجز کے جوابات میں خود لگا لیں گے۔ اب ایک ایک اعتراض کا جواب سنئے۔

سوال (۱): بندہ عاجز کے مضمون پر گرفت کرتے ہوئے محمد زبیر صاحب لکھتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل سنت والجماعت کا وجود دور صحابہؓ میں اور تابعین و تبع تابعین میں پایا جاتا تھا۔

الجواب باسم ملہم الصواب: یقیناً تمام صحابہ کرامؓ، تابعین و تبع تابعین، اہل سنت بلکہ اہل سنت کے امام و پیشواء تھے۔ اہل سنت کا اطلاق عہد اوّل سے جاری و ساری ہے۔ حدیث میں آیا ہے۔ حضرت ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ جب نبی اکرم ﷺ سے آیت کریمہ: ''یوم تبیض وجوہ'' کی تفسیر پوچھی گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ جن کے چہرے قیامت کے دن روشن ہوں گے وہ اہل سنت والجماعت ہیں اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے بھی یہی ارشاد فرمایا (الدر المنثور ج ۲ ص ۶۳) اور آپ ﷺ نے فرمایا: حسنؓ اور حسینؓ اہل سنت کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں۔

(الکامل لابن اثیر ج ۴ ص ۶۲، تجلیات ج ۱ ص ۱۸، ۱۹)

(تفسیر مظہری ج ۱ ص ۱۱۶) پر بھی آیت مذکورہ کی یہی تفسیر حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے اور مسند الفردوس کے حوالہ سے بروایت حضرت ابن عمرؓ یہی تفسیر حضور اکرم ﷺ سے بھی مروی ہے۔

(مسلم شریف ج ۱ ص ۱۱) میں امام محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے: ''لم یکونوا یسئلون عن الاسناد فلما وقعت الفتنۃ قالوا سموا لنا رجالکم فینظر الی اھل السنۃ فیؤخذ حدیثھم وینظر الی اھل البدع فیؤخذ حدیثھم''

یعنی عہد اوّل میں حدیث کی سند کے بارے میں سوال نہ کیا جاتا تھا۔ لیکن جب فتنہ برپا ہوا اور کچھ لوگ اہل سنت کو چھوڑ کر اہل بدعت بن گئے تو پھر ایسے دور میں سوال کیا جاتا تھا کہ حدیث کے راویوں کے نام و حالات بتلاؤ۔ چنانچہ دیکھا جاتا تھا اگر راوی اہل سنت ہوتا تو اس کی روایت قبول کر لی جاتی اور اگر اہل بدعت سے ہوتا تو اس کی روایت قبول نہ کی جاتی۔ اس روایت سے بھی معلوم ہوا کہ عہد اوّل اور خیر القرون میں اہل سنت کا لفظ اہل حق یعنی صحابہؓ و تابعینؒ و تبع تابعینؒ کے لئے استعمال ہوتا تھا۔ اسی طرح حدیث صحیح ہیں جو ''ما انا علیہ و اصحابی'' وارد ہوا ہے۔ اس کی مراد بھی اہلسنت والجماعت ہی ہے۔

اس طرح مشکوٰۃ شریف ''باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ'' میں بکثرت روایات موجود ہیں جن میں اتباع سنت اور اتباع جماعت کی تاکید کی گئی ہے۔ اتباع سنت اور اتباع جماعت کرنے والوں کو اہلسنت والجماعت ہی کہا جاتا ہے تو معلوم ہوا کہ اہل سنۃ والجماعت حضور اکرم ﷺ اور صحابہ کرامؓ سے چلے آ رہے ہیں۔ (لا شک فیہ)

سوال (۲): محمد زبیر صاحب بندہ عاجز کے بارے میں لکھتے ہیں: دوسری بات وہ یہ بھی ثابت کر رہے ہیں کہ نجات انسان کے لئے ضروری ہے کہ عقائد و نظریات اہل سنت والجماعت والے ہوں۔

الجواب باسم ملہم الصواب: بندہ عاجز اپنے اسی موقف پر قائم ہے کہ نجات پانے والی جماعت اہل سنت والجماعت ہے۔ جیسا کہ ''ما انا علیہ و اصحابی'' والی حدیث میں حضور اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی موجود ہے کہ میری امت تہتر (۷۳) فرقوں میں بٹ جائے گی۔ ''ثنتان وسبعون فی النار واحدۃ فی الجنۃ وھی الجماعۃ'' (مشکوٰۃ ص ۳۰ بحوالہ احمد و ابوداؤد) یعنی بہتر فرقے آگ میں جائیں گے اور ایک جنت میں اور وہ جماعت ہے یعنی اہل سنت والجماعت۔

سوال (۳): محمد زبیر صاحب لکھتے ہیں: انبیاء علیہم السلام کی زندگی بعد الممات قرآن میں منصوص شہداء کی زندگی کی طرح ہے۔ جس کی وضاحت نبی کریم ﷺ نے فرمائی۔ ''ارواحھم فی طیر خضر الخ'' یا کسی دوسری نوع کی ہے (خیال رہے رتبہ کی بات نہیں)

الجواب باسم ملہم الصواب: جن آیات بیّنات سے حضرات شہداء کرام اور عام موتی کی حیات بعد الوفات ثابت ہے انہیں آیات سے حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات بعد الوفات ثابت ہے اور ان آیات کی تعداد پچاس (۵۰) سے متجاوز ہے اور وہ تمام آیات بندہ کی کتاب (الحیات بعد الوفات یعنی قبر کی زندگی) میں یکجا کر دی گئیں ہیں۔ وہاں ملاحظہ فرمائیں درجہ سے ہٹ کر بھی حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی ارواح مبارکہ کا تعلق ان کے اجسام عنصریہ سے قوی تر ہے۔

حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی صاحب لکھتے ہیں: ایک شخص نے حیات نبوی ﷺ میں مجھ سے گفتگو کی میں نے کہا جو لوگ مقتول فی سبیل اللہ ہیں ان کے حق میں ارشاد ہے: ''بل احیاء عند ربھم'' اور جو مقتول فی سبیل اللہ سے بڑھ کر مقتول فی اللہ ہیں وہ کیوں کر زندہ نہ ہوں گے اور اسی نکتہ پر مدار مسئلہ کا نہیں۔ اس میں حدیث صریح موجود ہے اور تائید کے درجہ میں ہے۔ (مقالات حکمت ص ۶۰، الافاضات الیومیہ ج ۳ ص ۳۱۷)

اگر کوئی شخص حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات قبر کے ثبوت میں مخصوص نص کا طالب ہے جیسا کہ شہداء کرام کے حق میں ہے تو اس کی خدمت میں گزارش ہے کہ آپ کا مطالبہ ایسا ہے جیسے کوئی کہے کہ قرآن مجید میں والدین کو اف کہنے سے تو منع کیا گیا لیکن ان کو تھپڑ وغیرہ مارنے کی ممانعت نہیں ہے۔ حالانکہ جب ان کے سامنے اف کرنا حرام ہے تو تھپڑ وغیرہ بطریق اولیٰ حرام ہے۔ اسی طرح جس نص سے حیات شہداء ثابت ہے اسی نص سے حیات انبیاء بطریق اولیٰ ثابت ہے اور یہ بھی معلوم ہو کہ حضور اکرم ﷺ بھی شہید ہیں دیکھئے۔ (مسند ابو یعلی ج ۹ ص ۱۳۲، مسند احمد ج ۱ ص ۴۰۸، ۶۳، ۶۷۳) کیونکہ آپ ﷺ کی وفات اس زہر کی وجہ سے ہوئی جو آپ ﷺ کو خیبر میں یہودیوں نے دی تھی۔ (بخاری ج ۲ ص ۶۳۷، مجمع الزوائد ج ۸ ص ۴، ۵، مستدرک حاکم ج ۳ ص ۵۸ طبرانی) اور حیرت کا مقام ہے کہ جو لوگ عام آیات وفات پڑھ کر مثلاً ''کل من علیھا فان'' اور ''کل نفس ذائقۃ الموت'' وغیرہ سے حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی موت ثابت کرتے ہیں۔ وہی مطالبہ کرتے ہیں کہ عام آیات حیات قبر سے نہیں بلکہ مخصوص نص سے انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات بعد الوفات ثابت کی جائے۔

حدیث طیور خضر کا مطلب

مسلم شریف کی جس حدیث میں وارد ہوا کہ شہداء کرام کی ارواح سبز رنگ کے پرندوں میں ہیں اور جنت کی سیر و سیاحت میں مصروف ہیں۔ فرقہ مماتیہ عصر ہذا کے معتزلہ کو اس حدیث کے مطلب سمجھنے میں دو غلط فہمیاں لاحق ہوئی ہیں۔ پہلی غلط فہمی ان کو یہ لاحق ہوئی ہے کہ ان لوگوں نے سمجھ رکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شہداء کرام سے صورت انسانی سلب کر لی ہے اور اب وہ پرندوں کی شکل میں ہیں۔ حالانکہ یہ تو تناسخ ہے اور اسلام میں تناسخ کا عقیدہ باطل ہے۔ لہٰذا یہ سمجھنا کہ شہداء کرام اب پرندے ہیں درست نہیں ہے۔ کیونکہ شکل انسانی سب سے اچھی شکل وصورت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم''

پھر فرمایا: ''ولقد کرمنا بنی آدم'' تو معلوم ہوا کہ انسان کو پرندہ بنا دینا انسان کی فضیلت نہیں ہے بلکہ توہین ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ شہداء کرام کی عزت وتکریم بیان فرما رہے ہیں تو حدیث طیور خضر سے یہ سمجھنا کہ شہداء کرام خود پرندے بن چکے ہیں۔ ایک قسم کی غلط فہمی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ سبز رنگ کے پرندے شہداء کرام کے لئے سواریاں اور ہوائی جہاز ہیں جن میں بیٹھ کر بشکل انسانی جنت کی سیر و سیاحت کرتے ہیں جیسا کہ دنیا میں اڑنے والا ہوائی جہاز مچھلی کی شکل کا ہے اور اس میں بیٹھنے والا مسافر مچھلی نہیں بن جاتا بلکہ مچھلی نما جہاز میں بیٹھنے والا مسافر بشکل انسانی ہی ہوتا ہے۔ اسی طرح افغانستان میں عقاب نما ایک بہت بڑا اسمبلی حال تھا جس کو طالبان نے بوجہ تصویر ذی روح کے اڑا دیا تھا تو اس اسمبلی حال میں بیٹھنے والے لوگ عقاب نہیں بن جاتے تھے بلکہ انسانی شکل وصورت میں ہوتے تھے۔

اسی طرح شہداء کرام بھی سبز رنگ کے پرندوں کی شکل کی ہوائی جہازوں میں بشکل انسانی جنت کی سیر کرتے ہیں اور دوسری غلط فہمی ان حضرات کو یہ لاحق ہوئی ہے کہ ان حضرات نے شہداء کرام کی ارواح کا سبز پرندوں کے جسموں میں حلول و دخول سمجھ کر دنیا والے اجسام سے تعلق کی نفی کر دی حالانکہ موتٰی کے ارواح کا ان کے دنیا والے اجسام سے نامعلوم الکیفیت تعلق متفقہ عقیدہ ہے جس کا آج تک کسی نے انکار نہیں کیا۔

قبر میں ہوتے ہوئے جنت کی سیر وسیاحت کی صورت

قبر میں موجود ہوتے ہوئے جنت کی سیر وسیاحت کی صورت اقرب الی الاذہان کرنے کے لئے ہمارے اسلاف خواب کی مثال پیش فرماتے ہیں کہ جس طرح سونے والا شخص جب عالم خواب میں چلا جاتا ہے تو وہ اپنی چارپائی پر موجود ہوتے ہوئے بصورت انسانی مختلف مقامات کی سیر کرتا ہے۔ اسی طرح قبر میں موجود ہوتے ہوئے مردہ عالم برزخ کے مختلف مقامات کی سیر وسیاحت کرتا ہے اور جس طرح خواب والا عالم خواب کی سیر وسیاحت میں اپنے دنیا والے جسد کو اپنے ہمراہ محسوس کرتا ہے اسی طرح قبر میں سونے والا شخص عالم برزخ کی سیر وسیاحت میں اپنے دنیا والے جسد کو اپنے ہمراہ محسوس کرتا ہے اور یہ مثال علامہ ابن قیمؒ، علامہ ملا قاریؒ، علامہ سیوطیؒ، علامہ شاہ ولی اللہ، مولانا محمد منظور نعمانیؒ اور مولانا مفتی محمد شفیعؒ نے اپنی اپنی کتب میں پیش کی ہے اور یہ مثال بھی قرآن وحدیث

سے مستفاد ہے۔ قرآن مجید میں قبر کو مرقد یعنی خوابگاہ بلانکیر فرمایا گیا ہے اور ادھر حدیث بخاری میں: ''نم صالحاً'' اور حدیث ترمذی میں: ''نم کنومۃ العروس'' وارد ہوا ہے اور یہ ایک حقیقت ہے کہ عالم قبر و برزخ کی حقیقت کو سمجھنے کے لئے عالم خواب میں غور کرنے سے تمام شکوک وشبہات اور مشکلات خود بخود حل ہو جاتے ہیں۔

حدیث طیور خضر قرآن مجید کی شرح کرتی ہے

قرآن مجید میں جو حیات شہداء بیان کی گئی ہے حدیث طیور خضر اس کی شرح کرتی ہے جس کی صورت یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ مقتول فی سبیل اللہ زندہ ہے اس کو مردہ مت کہو تو ممکن تھا کہ کسی شخص کو یہ غلط فہمی لاحق ہو کہ مقتول فی سبیل اللہ بظاہر جسد انسانی ہے۔ کیونکہ قتل کا فعل اس پر وارد ہوا۔ اگرچہ درحقیقت روح اور جسد کا مجموعہ مقتول فی سبیل اللہ ہے۔ بہر حال بظاہر قتل جسد پر وارد ہوا۔ کیونکہ تیر وتلوار وغیرہ کا مورد یہی بنتا ہے۔ لہٰذا یہ ممکن تھا کہ کوئی شخص صرف جسد کو زندہ سمجھے اور روح کی زندگی کا انکار کر بیٹھے تو آپ ﷺ نے قرآن مجید کی اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے تصویر کے دوسرے رخ کو بھی اجاگر کر دیا کہ جس طرح شہید کا جسد زندہ ہے اسی طرح اس کی روح بھی زندہ ہے۔ یعنی روح اور جسد کا مجموعہ زندہ ہے جس کی صورت اوپر مذکور ہو چکی ہے کہ وہ حضرات قبر میں موجود ہوتے ہوئے بصورت انسانی سبز رنگ کے ہوائی جہازوں میں بیٹھ کر جنت کی سیر وسیاحت کرتے ہیں۔ البتہ شہیدوں کے اجسام کی حیات قرآن مجید کی آیت میں زیادہ نمایاں ہے اور ان کے ارواح کی حیات کو حدیث میں نمایاں کیا گیا۔

توضیح کے لئے ایک مثال

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حضور اکرم ﷺ کے ازواج مطہرات کو صاف لفظوں میں ''اھل البیت'' فرمایا ہے لیکن حدیث میں آیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت حسنؓ، حضرت حسینؓ اور ان کے والدین پر چادر ڈال کر فرمایا: ''اللھم ھؤلاء اھل بیتی'' تو رافضیوں نے اس حدیث کو لے کر ازواج مطہرات کے اہل بیت ہونے کا انکار کر دیا۔ حالانکہ خود قرآن مجید نے ان کو اہل بیت قرار دیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ایک سے دوسرے کی نفی کر دینا کوتاہ فہمی اور کم عقلی ہے۔ ازواج مطہرات کا اہل بیت ہونا قرآن مجید سے ثابت ہے اور حسنین کریمینؓ اور ان کے والدین کا اہل بیت ہونا حدیث سے ثابت ہے۔ مسئلہ کے دو پہلو تھے۔ ایک پہلو قرآن سے ثابت ہے اور دوسرا پہلو حدیث سے ثابت ہے۔

اہلسنت والجماعت ان دونوں پہلوؤں پر ایمان رکھتے ہوئے ازواج مطہرات اور حسنین کریمینؓ بمع والدین کو اہل بیت سمجھتے ہیں لیکن رافضی حدیث والے ایک پہلو کو لے کر قرآن والے دوسرے پہلو کا انکار کر کے ازواج مطہرات کو اہل بیت نہیں سمجھتے۔ اسی طرح فرقہ مماتیہ معتزلہ حدیث طیور خضر میں بیان کردہ پہلو کو لے کر جس میں روح کی حیات کا ذکر قرآن مجید میں بیان کردہ حیات جسمانی کے دوسرے پہلو کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ حالانکہ یہ روافض کا طریقہ ہے اور اہلسنت والجماعت مسئلہ کے دونوں پہلوؤں، حیات جسمانی اور حیات روحانی دونوں پر ایمان واعتقاد رکھتے ہیں۔ کیونکہ شہداء کرام کی حیات کے ایک پہلو کو قرآن مجید میں اور دوسرے پہلو کو حدیث میں نمایاں کیا گیا اور یہ دونوں اپنے اپنے مقام پر حق وسچ ہیں۔ کسی ایک کے انکار کی ضرورت نہیں ہے تو قرآن مجید کی

آیت اور حدیث طیور خضر سے معلوم ہو گیا شہداء کرام کی ارواح اور اجساد دونوں کو حیات بہ تعلق حاصل ہے۔ جس کی کنہ و کیفیت اللہ ہی جانتے ہیں۔ چنانچہ یہ آیت اور یہ حدیث بھی اہلسنت والجماعت کے عقیدہ کی دلیل ہیں۔

اگر حدیث طیور خضر کا یہ مطلب تسلیم نہ کیا جائے بلکہ اس سے دنیا والے جسد سے قطع تعلق کیا جائے تو یہ حدیث آیت قرآنی کی تفسیر و تشریح نہ رہے گی بلکہ اس سے آیت قرآنی کے مطلب کی نفی لازم آئے گی، کیونکہ قرآن جسد کی حیات کو ثابت کرتا ہے۔ کیونکہ وہ مقتول فی سبیل اللہ ہے اور یہ حدیث بایں معنی اس کا انکار کرے گی۔

لہٰذا حدیث کا ایسا مطلب لینا جو آیات قرآنیہ کے متصادم ہو درست نہیں ہے۔

حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات شہداء کرام کی حیات سے زیادہ قوی ہے

حضرت مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانویؒ لکھتے ہیں: ''اور یہی حیات ہے جس میں حضرت انبیاء علیہم السلام شہداء سے بھی زیادہ امتیاز اور قوت رکھتے ہیں۔ حتیٰ کہ بعد موت ظاہری کے سلامت جسد کے ساتھ ایک اثر اس حیات کا اس عالم سے احکام میں یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ مثل ازواج احیاء کے ان کی ازواج سے کسی کو نکاح جائز نہیں ہوتا اور ان کا مال میراث میں تقسیم نہیں ہوتا۔ پس اس حیات میں سب سے قوی تر انبیاء علیہم السلام ہیں۔ پھر شہداء پھر اور معمولی مردے۔'' بیان القرآن تحت آیت ''ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ''

سوال (۴): روح کا اعادہ ارضی قبر میں اور تعلق روح بجسدہ میں کوئی فرق ہے یا ایک ہی معنی ہے؟

الجواب باسم ملہم الصواب: اعادہ روح اور تعلق روح قرآن وحدیث اور اجماع امت سے ثابت ہیں۔ اعادہ روح تو صحاح ستہ کی صحیح حدیثوں سے ثابت ہے ''تعاد روحہ فی جسدہ'' بکثرت روایتوں میں وارد ہوا ہے۔ باقی رہا تعلق کا لفظ تو کتاب وسنت کے جن دلائل سے عذاب و راحت قبر یعنی حیات قبر ثابت ہے انہیں دلائل سے روح اور جسد کا تعلق بھی ثابت ہے۔ کیونکہ عذاب و راحت قبر حیات کو مستلزم ہے اور حیات انسانی کے لئے روح اور جسد کا تعلق لازمی ہے۔ کیونکہ تعلق کے بغیر حیات انسانی کا تحقق ہونا عادتاً ناممکن ہے تو عذاب و راحت قبر کے جتنے دلائل ہیں وہی سب کے سب تعلق کے دلائل ہیں نہ تو تعلق کے لئے علیحدہ دلائل کی ضرورت ہے اور نہ ہی تعلق کے لفظ کی تصریح کی ضرورت ہے۔ کیونکہ جب قرآن وحدیث سے بالتصریح اور بالوضاحت یہ عقیدہ ثابت ہے کہ دنیا والا جسد خواہ جس حالت میں بھی مستحیل ہو جائے روح کے ساتھ قبر کی جزا و سزا میں شریک ہوتا ہے۔

مثلاً ''المیت یعذب فی قبرہ'' بخاری ''صلی اللہ علیک وعلی جسدک کنت تعمرینہ'' (مسلم) ''اذا وضعت الجنازۃ فاحتملها الانسان علی اعناقهم فان کانت صالحۃ قالت قدمونی الحدیث'' وغیرہ سینکڑوں احادیث میں یہ بات موجود ہے کہ دنیا والا جسد قبر کی کارروائی میں شریک ہوتا ہے جس کی معقول صورت یہی ہے کہ روح اور جسد کا عالم برزخ میں ایک خاص قسم کا تعلق ہوتا ہے جس کی وجہ سے مردہ انسان رنج و راحت کو محسوس کرتا ہے۔ البتہ یہ اعادہ روح، تعلق روح اور قبر و برزخ کی ساری کارروائی غیب کی چیزیں ہیں۔ جن پر ایمان بالغیب لازمی ہے یہ اعادہ روح تعلق روح نامعلوم الکیفیت ہیں۔ ان کی کنہ اللہ تعالیٰ جانتے ہیں تمام علمائے اسلام نے یہی لکھا ہے کہ تعلق کی کیفیت ہمیں معلوم نہیں ہے اور ''ولکن لا تشعرون'' کا بھی یہی مطلب ہے۔ لہٰذا اس

بارے میں جتنا کچھ قرآن وحدیث میں بتایا گیا ہے اس کو ماننا چاہئے اور جو کچھ نہیں بتایا گیا۔ ہمارے لئے اس میں پڑنا مناسب نہیں۔ تعلق کو تسلیم کرنے کے بعد مزید تفصیلات میں جانے سے ہمارے اکابر نے ہمیں منع فرمایا ہے۔

جیسا کہ خود محمد زبیر صاحب نے قاری محمد طیبؒ صاحب، مولانا عبدالرحمن کامل پوریؒ صاحب، مولانا محمد منظور نعمانی صاحبؒ، مفتی نظام الدین شامزئی صاحبؒ وغیرہ حضرات سے باحوالہ نقل کیا ہے۔ ان سب حضرات کا مطلب یہی ہے کہ حیات قبر بتعلق روح ماننے کے بعد آگے والی تفصیلات میں نہ جانا چاہئے کیونکہ بعد والی تفصیلات پر مدار نجات نہیں ہے اور نہ ہی وہ اصولی باتیں ہیں۔ جی ہاں! محمد زبیر صاحب نے مذکورہ بالا عبارات کا غلط مطلب سمجھا ہے اور دھوکہ دینے کی کوشش کی ہے کہ نفس حیات پر مدار نجات نہیں ہے۔ یہ ان کے سوء فہم کا نتیجہ ہے۔ کیونکہ تمام علمائے اسلام حیات قبر بتعلق روح کے قائل ہیں۔ البتہ ہم جیسے لوگوں کو بعد والی تفصیلات میں پڑنے سے منع کرتے ہیں۔ کیونکہ ایمان اتنا کافی ہے اور تفصیلات میں نہ جانا ہی زیادہ مفید ہے تو ثابت ہوا کہ اعادہ اور تعلق روح پر ایمان لانا ضروری ہے اور ان کی کنہ اللہ ہی کو معلوم ہے۔ ہمیں ان کے اندر مزید کھود کرید نہیں کرنی چاہئے۔ جب میت سے قبر کا سوال ہوتا ہے وہاں اعادہ روح کا لفظ استعمال ہوا ہے اور جزا وسزا کے لئے تعلق کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ ان دونوں کے بارے میں مزید معلومات کے ہم مکلف نہیں ہیں۔ جیسا کہ تقدیر پر ایمان ضروری ہے۔ لیکن اس میں بحث وتمحیص ممنوع ہے۔ البتہ اکابر علماء سلف کی عبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ بوقت سوال نکیرین میت میں جو اعادہ روح ہوتا ہے۔ اس میں نسبتاً حیات زیادہ قوی ہوتی ہے اور قرآن وحدیث کا انداز بھی ایسا ہی معلوم ہوتا ہے۔

<u>سوال (۵)</u>: محمد زبیر صاحب سوال کرتے ہیں حضرت سلیمان علیہ السلام کے متعلق قرآنی واقعہ کہ جسم مبارک لاٹھی کے سہارے کھڑا رہا۔ پھر لاٹھی کو دیمک نے کھایا گر گیا۔ کیا اس میں اعادہ روح یا تعلق روح تھا؟

<u>الجواب باسم ملھم الصواب</u>: جی ہاں! حضرت سلیمان علیہ السلام کو بعد از وفات وہ مخصوص حیات حاصل تھی جو دیگر انبیاء علیہم السلام کو حاصل ہوئی تھی۔ لیکن حیات بعد الوفات یعنی قبر کی زندگی غیب کی چیز ہے۔ جس کے اثرات عام لوگوں کی نظروں سے مستور رہتے ہیں۔ حیات بعد الوفات پر اس لئے ہمارا ایمان ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ہمیں اس کی خبر دی ہے۔ مثلاً ''الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون'' مسند ابو یعلیٰ وغیرہ بہت سی احادیث میں اس حیات کی اطلاع دی گئی ہے۔ چونکہ یہ حیات پس پردہ ہے۔ اسی لئے اس کو حیات برزخی بھی کہا جاتا ہے۔ لہٰذا ہم اس حیات اور اس کے اثرات کو اپنی ان آنکھوں سے نہیں دیکھ سکتے۔ ''الا بخرق العادۃ''

سائل کے سوال کا منشاء دراصل ایک غلط فہمی ہے کہ اس نے عالم قبر وبرزخ کی زندگی کو دنیا کی زندگی پر قیاس کر لیا اور پھر اس کو بعید از عقل سمجھا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام میں اعادہ روح اور زندگی تھی تو وہ کیسے گر گئے۔ حالانکہ اگر سائل عالم خواب میں غور کر لیتا تو اس کو یہ شبہ لاحق نہ ہوتا۔ عالم خواب میں جانے والے شخص کی جسم کی پوری مشینری بظاہر معطل پڑی ہوتی ہے۔ آنکھیں، کان، زبان اور ہاتھ و پاؤں وغیرہ سب ساکن اور معطل ہوتے ہیں لیکن وہ خواب دیکھنے والا۔ اس عالم میں دیکھتا، سنتا، دوڑتا، پکڑتا اور بولتا ہے۔ دیکھنے والا اس کے کسی عمل کو نہیں دیکھ رہے ہے لیکن وہ سب کچھ کر رہا ہوتا ہے۔ لہٰذا حضرت سلیمان علیہ السلام عالم قبر وبرزخ میں زندہ تھے لیکن ہم اس عالم کے

حالات کو نہیں دیکھ سکتے۔ لہٰذا بنیادی غلطی یہی ہے کہ ایک عالم کے حالات کو دوسرے عالم پر قیاس کر لیا۔ جس کی وجہ سے بہت شبہات و وساوس پیدا ہوئے۔

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع فرماتے ہیں: مرنے اور دفن ہونے کے بعد قبر میں انسان کا دوبارہ زندہ ہو کر فرشتوں کے سوالات کا جواب دینا۔ پھر اس امتحان میں کامیابی اور ناکامی پر ثواب یا عذاب کا ہونا قرآن مجید کی تقریباً دس آیات میں اشارۃً اور رسول اکرم ﷺ کی ستر احادیث متواترہ میں بڑی صراحت و وضاحت کے ساتھ مذکور ہے جس میں مسلمان کو شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے وہ عامیانہ شبہات کہ دنیا میں دیکھنے والوں کو یہ ثواب وعذاب نظر نہیں آتے۔ سو اس کے تفصیلی جوابات کی تو یہاں گنجائش نہیں۔ اجمالاً اتنا سمجھ لینا کافی ہے کہ کسی چیز کا نظر نہ آنا۔ اس کے موجود نہ ہونے کی دلیل نہیں ہوتی۔ جنات اور فرشتے بھی کسی کو نظر نہیں آتے مگر موجود ہیں۔ ہوا نظر نہیں آتی مگر موجود ہے۔ جس کائناتی فضا کا اس زمانہ میں راکٹوں کے ذریعے مشاہدہ ہو رہا ہے وہ اب سے پہلے کسی کو نظر نہ آتی تھی مگر موجود تھی۔ خواب دیکھنے والا خواب میں کسی مصیبت میں گرفتار ہو کر سخت عذاب میں بے چین ہوتا ہے، مگر پاس بیٹھنے والوں کو اس کی کچھ خبر نہیں ہوتی۔

اصول کی بات یہ ہے کہ ایک عالم کو دوسرے عالم کے حالات پر قیاس کرنا خود غلط ہے۔ جب خالق کائنات نے اپنے رسول ﷺ کے ذریعہ دوسرے عالم میں پہنچنے کے بعد اس عذاب وثواب کی خبر دے دی تو اس پر ایمان و اعتقاد رکھنا لازم ہے۔ (معارف القرآن ج ۵ ص ۲۳۶)

معلوم ہوا کہ جناب محمد زبیر صاحب کے شبہ کی بنیاد یہی بنیادی و اصولی غلطی ہے کہ اس نے ایک عالم کے دوسرے عالم کے حالات پر قیاس کر لیا ہے: سخن شناس نہی دلبر خطا اینجاست! لہٰذا حضرت سلیمان علیہ السلام کی حیات برزخی بتعلق روح بھی حق و سچ ہے اور دنیا والوں کی نظر میں ان کا خرور، بھی ایک حقیقت ہے چونکہ یہ دو مختلف عالموں کی بات ہے۔ لہٰذا اس میں تعارض بھی نہیں ہے۔

سوال (٦): محمد زبیر صاحب لکھتا ہے: ناجی جماعت اہل سنت ہے بدلیل ''ما انا علیه و اصحابی الحدیث'' کیا ان دونوں شقوں میں کہیں تعلق والا مسئلہ موجود ہے تو برائے کرام بحوالہ کتب مہربانی فرماویں۔ یا قرون ثلاثہ مشہود لہا بالخیر سے وضاحت فرماویں۔

الجواب باسم ملهم الصواب: سائل کا مقصد ہے کہ روح اور جسد کا تعلق حدیث رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرامؓ سے ثابت کیا جائے یا کم از کم خیر القرون سے تعلق ثابت کیا جائے گزارش ہے کہ الحمد للہ روح اور جسد کے تعلق کا عقیدہ حدیث شریف، صحابہ کرامؓ اور خیر القرون سے ثابت ہے۔ جن صحیح حدیثوں سے قبر میں بوقت سوال نکیرین اعادہ روح الی جسدہ کا ذکر ہے وہ سب حدیثیں تعلق روح کے دلائل ہیں اور جن درجنوں حدیثوں سے روح اور جسد دونوں کے معذب اور منعم ہونے کا ذکر ہے۔ وہ سب حدیثیں روح اور جسد کے مابین تعلق کی دلیل ہیں۔ کیونکہ دونوں کے معذب اور منعم ہونے کی معقول اور صحیح صورت یہی ہے کہ ان کے مابین تعلق ہو اسی طرح جن سینکڑوں حدیثوں سے عذاب قبر ثابت ہے وہ سب تعلق کی دلیل ہیں۔ کیونکہ عذاب قبر حیات قبر کو لازم ہے اور

حیات انسانی کے لئے روح اور جسد کا تعلق ضروری ہے۔

اسی طرح صحابہ کرامؓ تعلق کے قائل تھے۔ کیونکہ اعادہ روح، عذاب قبر اور روح اور جسد دونوں کے معذب و منعم ہونے کی حدیثیں روایت کرنے والے یہی صحابہ کرامؓ ہیں۔ دیکھئے حضرت عمر و ابن عمرؓ سماع موتی کے قائل ہیں: (بخاری ج ۱ ص ۱۸۳، ج ۲ ص ۵۶۶) حضرت انس بن مالکؓ بھی سماع موتی کے قائل ہیں۔ (بخاری ج ۱ ص ۱۸۳) حضرت ابو سعید خدریؓ کلام میت کے قائل ہیں۔ (بخاری ج ۱ ص ۱۸۴، ۱۷۶) حضرت عمر ابن عمرؓ اور سیدہ عائشہ صدیقہؓ عذاب میت کے قائل ہیں۔ (بخاری ج ۱ ص ۱۷۱، ۱۷۲) حضرت براء ابن عازبؓ اعادہ روح کے قائل ہیں۔ (ابوداؤد ج ۲ ص ۶،۳) حضرت عمرو بن عاصؓ انس میت کے قائل ہیں۔ (مسلم ج ۱ ص ۷۶) حضرت انس بن مالکؓ ''صلوٰۃ الانبیاء فی قبورھم'' کے قائل ہیں۔ (مسلم ج ۲ ص ۲۶۸، مسند ابویعلی ج ۶ ص ۱۴۸)

قارئین کرام! جو صحابہ کرام ان نظریات کے قائل ہیں وہ یقیناً تعلق کے قائل ہیں۔ کیونکہ عذاب میت، سماع میت، انس میت، علم و فہم میت روح کے تعلق سے ہی متحقق ہو سکتا ہے تو معلوم ہوا کہ تعلق۔ حدیث اور صحابہ کرامؓ سے ثابت ہے۔

عہد اوّل میں لفظ تعلق کے ذکر اذکار نہ ہونے کی وجہ

قرآن و حدیث اور اقوال صحابہ کرامؓ سے تعلق ثابت ہے لیکن سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر عہد اوّل میں لفظ تعلق کا عام چرچا اور ذکر و اذکار کیوں نہیں ہوا تو جواباً عرض ہے کہ صحابہ کرامؓ میں انقیاد و تسلیم کا مادہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا اسی لئے قسم و قسم کے شبہات ان کے دلوں میں پیدا نہ ہوتے تھے اور وہ لوگ بہت کم آپ کی خدمت میں اشکال پیش کرتے تھے۔ ان حضرات میں چون و چرا اور کیوں اور کیسے کا رواج نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ کے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا قبر میں میت کو عذاب ہوتا ہے انہوں نے تسلیم کیا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا میت دفنانے والوں کی جوتیوں کی آہٹ کو سنتی ہے، انہوں نے مان لیا۔ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا میت چارپائی پر کلام کرتی ہے، انہوں نے آمنا کہا۔

الغرض صحابہ کرامؓ ماننے والے تھے اعتراض و انکار کرنے والے نہ تھے انہوں نے آپ ﷺ سے یہ نہیں پوچھا کہ یہ کیسے اور کیوں۔ لیکن بعد کے ادوار میں جب لوگوں نے قرآن و حدیث کے نظریات میں شکوک و شبہات پیدا کئے اور اعتراض کیا کہ میت میں روح نہیں ہے عذاب کیسے؟ وغیرہ وغیرہ تو اس دور کے علمائے اسلام نے عقیدہ عذاب قبر کی یہ تشریح کی کہ روح اور جسد کا تعلق ہوتا ہے جس کی کنہ اللہ تعالیٰ جانتے ہیں اور اسی تعلق کی وجہ سے میت کو عذاب و راحت دیا جاتا ہے اور علماء اسلام کی یہ تشریح قرآن و حدیث اور اقوال صحابہؓ کے عین مطابق بلکہ انہیں سے مستفاد تھی۔ البتہ اس کا ظہور شکوک و شبہات کے دور میں ہوا۔ کیونکہ ضرورت اسی وقت درپیش آئی۔ اگر خدانخواستہ علماء اسلام کی یہ تعلق والی تشریح قرآن و حدیث اور اقوال صحابہؓ کے خلاف ہوتی تو اسی دور کے علماء اس پر نکیر کرتے لیکن یقین جانئے کہ آج تک مسئلہ تعلق پر کسی نے نکیر نہیں فرمائی بلکہ اس کو تسلیم کیا۔ معلوم ہوا ہے یہ تعلق قرآن و حدیث اور اقوال صحابہؓ سے ثابت ہے، خلاف نہیں ہے۔

مسئلہ تعلق کی ایک نظیر

تمام علماء اسلام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ ﷤ کو روح اور جسد عنصری سمیت زندہ آسمان پر اٹھا لیا ہے۔ قیامت سے پہلے ان کا نزول الی الارض ہوگا۔ دوسرے لفظوں میں علماء اسلام حضرت عیسیٰ ﷤ کی حیات جسمانی کے قائل ہیں۔ اسی طرح تمام علماء اسلام حضور اکرم ﷺ کے معراج جسمانی کے قائل ہیں کہ آپ ﷺ نے روح اور جسد عنصری سمیت آسمانوں کی سیر کی لیکن قادیانی مرزائی ان دونوں عقیدوں کے منکر ہیں نہ حضرت عیسیٰ ﷤ کی حیات جسمانی کے قائل ہیں اور نہ حضور اکرم ﷺ کی معراج جسمانی کے قائل ہیں اور پھر یہ مرزائی قادیانی علماء اسلام سے مطالبہ کرتے ہیں کہ ہمیں جسمانی اور معراج جسمانی کا لفظ دکھاؤ اور علماء اسلام فرماتے ہیں کہ جن دلائل سے حضرت عیسیٰ ﷤ کی حیات ثابت ہے انہیں دلائل سے ان کی حیات جسمانی ثابت ہے اور جن دلائل سے حضور اکرم ﷺ کا معراج ثابت ہے انہیں دلائل سے آپ کا معراج جسمانی ثابت ہے۔

الغرض ایک ہی دلائل ہیں جن سے معراج بھی ثابت ہے اور جسمانی بھی ثابت ہے۔ حیات عیسیٰ ﷤ بھی ثابت ہے اور جسمانی بھی ثابت ہے اور حیات قبر بھی ثابت ہے اور حیات جسمانی بھی ثابت ہے۔ البتہ ان الفاظ کا چرچا اور ذکر واذکار شکوک وشبہات کے دور میں ہوا۔ ورنہ صحابہ کرام﷢ سمیت خیر القرون کے سب لوگ حضرت عیسیٰ ﷤ کی حیات جسمانی اور آپ ﷺ کے معراج جسمانی اور حیات قبر جسمانی کے قائل تھے۔ خیر القرون کا شخص ان امور کا منکر نہ تھا۔ لہٰذا یہ مطالبہ کرنا کہ جسمانی یا تعلق کا لفظ علیحدہ دلائل سے ثابت کیا جائے۔ ایک فضول اور بیہودہ بات ہے اور مزید یہ کہ علماء اسلام کی کتابیں، تعلق روح، اعادہ روح اور حیات جسمانی کے ذکر واذکار سے بھرپور ہیں اور یہ عقیدہ علماء اسلام نے قرآن وحدیث اور صحابہ کرام﷢ سے حاصل کیا ہے۔ حوالہ جات کے لئے (الحیات بعد الوفات یعنی قبر کی زندگی) کا مطالعہ فرمائیں۔

سوال (۷): محمد زبیر صاحب لکھتے ہیں۔ اہلسنت والجماعت کے اصول اثبات عقائد کے لئے جو ہیں۔ ان میں سے کسی اصل کی مخالفت لازم آتی ہے۔ اگر کوئی انسان ارضی قبر میں اعادہ روح کا قائل نہ ہو۔

الجواب باسم ملہم الصواب: جی ہاں جو شخص اس ارضی قبر میں اعادہ روح اور تعلق روح کا قائل ہے اور دنیا والے جسد کو عذاب قبر میں شریک وسہیم نہیں سمجھتا۔ ایسے فاسد عقیدہ سے اصول اربعہ یعنی قرآن، حدیث، اجماع اور قیاس صحیح کی مخالفت لازم آتی ہے۔ کیونکہ اس ارضی قبر کی جزا وسزا ساٹھ کے قریب آیات قرآنیہ اور احادیث متواترہ سے ثابت ہے اور انہیں دلائل سے یہ بھی ثابت ہے کہ دنیا والا جسد بھی قبر کی کارروائی میں شریک ہوتا ہے۔ جس کی معقول اور صحیح صورت یہی ہے کہ روح اور دنیا والے جسد کے مابین ایک خاص قسم کا تعلق ہوتا ہے جس کی کنہ اور حقیقت اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور جو شخص تعلق اور اعادہ کا انکار کرتا ہے۔ دراصل وہ دنیا والے جسد کی جزا وسزا کا انکار کرتا ہے اور دنیا والے جسد کی جزا وسزا کا انکار۔ قرآن وحدیث اور اجماع امت کا انکار ہے اور قیاس کا تقاضا بھی یہی ہے کہ دنیا والا جسد جزا وسزا میں شریک ہونا چاہیے۔ کیونکہ عالم دنیا میں ہر نیکی اور برائی میں یہ شریک کار تھا۔

لہٰذا قبر و برزخ کی جزا و سزا میں اس کو شریک ہونا چاہئے۔ جیسا کہ آخرت کی جزا و سزا میں بھی اس کو شریک کیا جائے گا۔ معلوم ہوا کہ اس ارضی قبر میں دنیا والے جسد کی جزا و سزا سے اصول اربعہ کی مخالفت لازم آتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ فقہاء اسلام کفر کا فتویٰ لگانے میں بڑے زبردست محتاط ہیں لیکن عذاب قبر کے منکر کو انہوں نے کافر کہا ہے۔ مندرجہ کتب کا مطالعہ فرمائیے: (خلاصۃ الفتاویٰ ج ا ص ۱۴۹، فتح القدیر ج ا ص ۲۴۷، تمہید از علامہ عبدالشکور سالمی ص ۱۲۵، رسائل بحر العلوم ص ۹۹، فتاویٰ عالمگیریہ ج ۲ ص ۳۱۰)

سوال (۸): مندرجہ ذیل قائلین پر کیا حکم لگے گا؟

الجواب باسم ملہم الصواب: محمد زبیر صاحب نے اس سوال میں ہمارے چند اکابر اسلاف کی عبارات پیش کی ہیں اور ان عبارات سے وہ یہ سمجھے کہ یہ اکابر مماتیوں کے ہم خیال ہیں۔ حالانکہ یہ ایک دھوکہ، فریب اور خلاف واقعہ بات ہے۔ کیونکہ ہمارے تمام اکابر علماء دیوبند اہلسنت والجماعت حضور اکرم ﷺ کی حیات قبر تعلق روح کے قائل ہیں اور عند القبر الشریف آپ ﷺ کے سماع صلوٰۃ وسلام وغیرہ کے بھی قائل ہیں۔ اسی طرح ہمارے تمام اکابر اسی ارضی قبر میں اعادہ روح، تعلق روح اور دنیا والے جسد کی جزا و سزا میں شرکت کے قائل ہیں۔ علماء دیوبند میں سے کسی ایک عالم نے ان امور کا انکار نہیں کیا بلکہ انہوں نے ان امور کے منکرین کو اہلسنت والجماعت سے خارج قرار دیا ہے اور اس کو مبتدع کا نام دیا ہے۔ لیکن فرقہ مماتیہ معتزلہ شروع سے یہ مغالطہ دیتا آ رہا ہے کہ فلاں عالم اور فلاں عالم ہمارا ہم خیال ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ کوئی عالم بھی ہم خیال نہیں ہے۔ لیکن فریب کاری اور دھوکہ بازی سے علماء دیوبند کے نام پر لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں۔

اب بالترتیب ایک ایک عالم دین کا عقیدہ ہم نے دوسرے رسالہ عقیدہ حیات قبر اور علماء اسلام میں درج کر دیا ہے۔ اس میں ملاحظہ فرمائیں۔



وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللهِ اَمْوَاتٌ
بَلْ أَحْيَاءٌ وَلٰكِنْ لَا تَشْعُرُوْنَ (القرآن)

اَلْاَنْبِيَاءُ أَحْيَاءٌ فِي قُبُوْرِهِمْ يُصَلُّوْنَ (الحديث)

منکرین حیات قبر
کی
خوفناک چالیں

مصنف: وکیل علماء دیوبند

حضرت علامہ مولانا ابو احمد نور محمد تونسوی رحمۃ اللہ